بے نقاب

مصنفہ

عروبہ عامر

پتہ

@aroobaamirofficial

0322.6301406

aroobaamirsidiqui@gmail.com

چھٹی قسط:

خوف اور امید

یہ آئی بی سی کی شاندار عمارت تھی اور وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی ہمیشہ کی طرح کسی اہم خبر پر کام کررہی تھی، بیرونی سطح پر کچھ غیر متوقع سرگرمیوں کے باعث تمام نیوز چینلز میں ایک کھلبلی سی مچی ہوئی تھی، ماہرین کا کہنا تھا کہ امریکہ اور ایران کے درمیان برسوں سے چلنے والی کولڈ وار ''IRGC'' پر کئے جانے والے حالیہ حملے کے بعد جنگی صورت حال اختیار کرسکتی ہے۔ پچھلے دنوں ہی امریکہ نے سیریا (شام) میں موجود ''IRGC'' کی ایک اور اہم بیس کو نشانہ بنایا تھا جس کے بعد ایران اب بدلہ لینے کے لئے بے چین دکھائی دے رہا تھا۔

امریکہ کے مطابق ''IRGC'' ایک دہشت گرد تنظیم ہے جو مڈل ایسٹ کے ممالک میں پناہ لئے ہوئے ہے اور مختلف دہشت گرد تنظیموں کو بھی سپورٹ کررہی ہے، ہمیشہ کی طرح ان کے پاس اپنی بات کو ثابت کرنے کے لئے کوئی خاطر خواہ ثبوت نہیں تھا اور امریکہ کی نظر میں اپنی کسی بات کا ثبوت دینا اہمیت بھی نہیں رکھتا!

پندرہ دن گزر گئے تھے اور اس جاسوس نے دوبارہ کوئی رابطہ نہیں کیا تھا، وہ اس واقعہ کو بھول کر دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہوگئی تھی لیکن شاید اس کی قسمت میں یہ سکون صرف

چند دن کیلئے ہی تھا!

شام کے پانچ بج رہے تھے اور اس کا موبائل مسلسل بج رہا تھا، وہ ابھی ابھی نیکوئیل کو رپورٹ جمع کروا کے اپنے آفس لوٹی تھی، دروازہ کھولتے ہی رنگ ٹون کی آواز اس کے کان میں پڑی، یہ چھٹی بیل تھی، اسی کے ساتھ فون رنگ ہونا بند ہو گیا، شاید سامنے والے نے ہار مان لی تھی!

اس نے آگے بڑھ کر ڈیسک کے اوپر سے فون اٹھایا اور ''Anonymous'' نمبر دیکھ کر ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

اوہ مائی گاڈ! یہ اب پھر کیا کہنے کے لئے فون کر رہا ہے؟'' ابھی وہ اسی فکر میں مبتلا تھی کہ فون دوبارہ بجنے لگا۔

اس بار بھی اس نے کال کو نظر انداز کرنا چاہا لیکن وہ جانتی تھی کہ یہ شخص اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا اور اسے یوں ہی فون کرتا رہے گا، کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنے لہجے کو مضبوط کرتے ہوئے فون کان سے لگا لیا اور بولی:

ہیلو!'' دوسری طرف سے کڑک دار آواز میں جواب آیا: ''ہیلو مس مارتھا! کافی عرصے بعد آپ کی آواز سن کر خوشی ہوئی۔''

کیا کام ہے تمہیں؟ کیوں پریشان کر رہے ہو؟'' جواباً اس نے اکھڑے ہوئے لہجے میں پوچھا:

ارے ارے! آپ تو چولہے پر بیٹھی ہوئی ہیں حالانکہ چولہے پر تو مجھے بیٹھنا چاہیئے، میری کالز نظر انداز کر کے آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ مجھ سے بچ جائیں گی؟'' اس نے بظاہر سکون سے کہا تھا لیکن وہ جانتی تھی کہ وہ بالکل بھی پر سکون نہیں ہے بلکہ اپنا غصہ پینے کی کوشش کر رہا ہے۔

میں بتا چکی ہوں کہ میرے پاس کوئی ویڈیو نہیں، اب مجھے کال مت کرنا۔'' اس نے جان چھڑاتے ہوئے فون بند کرنا چاہا۔

مس مارتھا! میں اور آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم کس ویڈیو کے بارے میں بات کر رہے ہیں؟ اسی لئے مجھے اور خود کو بے وقوف بنانا بند کردیں اور اسے میرے حوالے کردیں۔''

ایک بار پھر اس نے مسکرا کر پرسکون لہجے میں جواب دیا، یہ مسکراہٹ اب مارتھا کو زہر لگنے لگی تھی، اسے غصہ چڑھنے لگا اور وہ اب جھنجھلاہٹ کا شکار دکھائی دے رہی تھی۔

اگر میں یہ ویڈیو نہ دوں تو تم کیا اکھاڑ لو گے؟''

اس کا مطلب ،تم آرام سے میری بات نہیں مانو گی؟ تو ٹھیک ہے!'' ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ بولا:

''کل تک تمہاری سینٹرل انٹیلی جنس ایجنسی (سی آئی اے) تک یہ خبر پہنچ چکی ہو گی کہ تم نے ان کے ڈائریکٹر کی جاسوسی کروائی ہے اور تمہارے فرانسسکو سے پاناما میں ملاقات کی خفیہ تصاویر موجود ہیں جسے تم نے اپنے پیارے دوست کی مدد سے ریکارڈ کروایا ہے، اس کے علاوہ تم امریکی دفاعی اداروں کی پچھلے کئی سال سے جاسوسی کر رہی ہو اور میرے پاس اس بات کے بھی کئی ثبوت موجود ہیں۔''

وہ اپنی جگہ ہل کر رہ گئی ،ایک ایک کر کے اس کے ذہن کے پردوں پر ہر وہ کام ابھرنے لگا جو اس نے غیر قانونی طور پر کیا تھا، وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ شخص کون ہے اور کس حد تک جا سکتا ہے؟ اگر اس نے سی آئی اے کو اطلاع کر دی تو اس دنیا میں میری لاش بھی نہیں مل سکے گی۔

کیا ہوا مس مارتھا، کہاں کھو گئیں؟'' اس کے پوچھنے پر وہ چونکی!

د۔۔۔۔دیکھو، پلیز ایسا مت کرنا! میں تمہیں وہ ثبوت نہیں دے سکتی کیونکہ وہ کوئی عام ثبوت نہیں ہے، میں نہیں جانتی کہ تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ اگر سی آئی اے کو پتہ چل گیا کہ میں نے یہ تصویریں کسی جاسوس کے حوالے کی ہیں تو وہ مجھے جان سے مار دیں گے۔''

وہ اب منت سماجت پر اتر آئی تھی، اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔

یہ فیصلہ تو تم نے کرنا ہے کہ تم ایسے مرنا چاہو گی یا ویسے؟ میں جلد دوبارہ فون کروں گا تب تک کوئی ایک فیصلہ کر لینا۔''

یہ کہہ کر اس نے کال کاٹ دی، فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، بمشکل ٹیبل کا سہارا لیتے ہوئے ماؤف دماغ کے ساتھ وہ کرسی پر بیٹھتی چلی گئی!

☆☆☆☆☆

صبح کے سات بج رہے تھے، کل رات بارش ہونے کے باعث لاہور کا موسم ایک بار پھر ٹھنڈا ہو چکا تھا، الارم کی آواز سے وہ بیدار ہوا اور آنکھیں موندے بستر پر اٹھ بیٹھا، آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد اس کی استنبول کی فلائٹ تھی اور وہ رات دن اسی کی تیاریوں میں مصروف تھا، امی جان اس کے لئے فکرمند تھیں کیونکہ آج سے پہلے وہ کبھی اکیلا نہیں رہا تھا، نہ ہی اس نے کبھی ہوسٹل میں زندگی گزاری تھی، وہ اپنے گھر اور خاص طور پر اپنے کمرے کا عادی تھا، یہ سوچ سوچ کر وہ پریشان رہتی تھیں کہ روحان اکیلے دو سال کیسے گزارے گا؟ جبریل کے آسرے پر وہ کسی حد تک مطمئن ہو جاتیں لیکن پھر کسی نہ کسی چیز کو لے کر دوبارہ بے چین ہونے لگتی تھیں، امی کی اس پریشانی کا اس کے پاس تب تک کوئی حل موجود نہیں تھا جب تک وہ وہاں جا کر ماحول اور رہائش کے بندوبست کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لے۔ یہ سوچ کر اس نے مزید دلاسا دینا چھوڑ دیا تھا۔

اس وقت اس کی توجہ کا مرکز زبان تھی، وہ کچھ حد تک ترکی سے واقف ہو کر جانا چاہتا تھا

تا کہ کہیں شدید ضرورت پڑنے پر اسے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے، چھوٹے موٹے جملوں کو وہ ذہن نشین کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا، انتظامیہ نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ پہلے ہفتے تمام اسٹوڈنٹس کا ایک تفصیلی انٹرویو کیا جائے گا جس میں ان کے مذہب کی تاریخ، فلسفہ، روایات اور مقاصد کے بارے میں کئی طرح کے سوالات ہوں گے، وہ اس کے لئے بھی مکمل تیار ہو کر جانا چاہتا تھا تا کہ پہلا تاثر بہترین قائم ہو سکے، ویسے بھی یہ مضامین اس کی دلچسپی کے تھے جن کا وہ بچپن سے مطالعہ کرتا آ رہا تھا۔

اس سب کے دوران وہ نعیم درانی اور ثاقب رضوی والے معاملے کو بالکل نظر انداز کر چکا تھا، اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ فی الوقت اس جنگ میں نہیں کودے گا لیکن اندر ہی اندر وہ اس بات سے باخبر تھا کہ جیسے جیسے دن قریب آئیں گے، ثاقب رضوی کی طرف سے دباؤ بڑھتا چلا جائے گا، اس دباؤ کو کم کرنے کے لئے بھی اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ ثاقب رضوی کو تمام صورت حال سے آگاہ کر کے صاف انکار کر دے گا۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آ گیا جہاں اس کی پیکنگ کا سامان بکھرا پڑا تھا، ایک طرف کھلا سوٹ کیس رکھا تھا، سوٹ کیس کے اوپر اس کی ٹی شرٹس، پینٹس، ٹراؤزرز اور جیکٹس وغیرہ رول ہوئی رکھی تھیں جسے اس نے ابھی بیگ میں ایڈجسٹ کرنا تھا۔

اسٹڈی ٹیبل پر اس کے نوٹس کھلے رکھے تھے جس کا وہ رات گئے تک مطالعہ کرتا رہا تھا، اسٹڈی ٹیبل سے منسلک شیلف بنے ہوئے تھے جہاں اس کی قیمتی کتابیں رکھی تھیں، باوجود کوشش کے وہ انہیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا، یہ سوچ کر اس کا دل ایک بار پھر اداس ہو گیا، کچھ دیر بعد وہ تاریخ پر مبنی اپنی سب سے پسندیدہ کتاب "THE LOST ISLAMIC HISTORY" ہاتھ میں تھامے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، یہ کتاب وہ پہلے بھی دو

مرتبہ پڑھ چکا تھا اور اب ایک اور بار اس کا مطالعہ کر رہا تھا تا کہ اس کے تمام اہم نکات ذہن نشین ہو جائیں، ابھی اس نے چند صفحے ہی پڑھے تھے کہ ٹیبل پر رکھا اس کا موبائل فون بج اٹھا، جھک کر اس نے موبائل اٹھایا تو اسکرین پر ثاقب رضوی لکھا جگمگا رہا تھا، ایک گہری سانس لے کر اس نے فون کان سے لگا لیا۔

شہزادے کیا حال چال ہیں؟'' دوسری طرف سے سلام دعا کے بعد خوش باش آواز میں پوچھا گیا:

جی الحمدللہ سر! آپ سنائیں'' کتاب کو بند کرتے ہوئے اس نے مروتاً پوچھا:

میں الحمدللہ! فٹ فاٹ ہوں، آج آٹھ تاریخ ہو چکی ہے، پھر ویڈیو کب پوسٹ کرنے کا سوچا ہے؟'' ان کے لہجے میں تجسس کے ساتھ ہلکی سی فکر بھی تھی جسے وہ چھپانے کی کوشش کر رہے تھے۔

چند لمحے وہ خاموش رہا پھر بولا: ''میں آپ سے معذرت خواہ ہوں لیکن میں یہ ویڈیو پوسٹ نہیں کر سکوں گا۔''

اس غیر متوقع جملے پر وہ شاکڈ ہو گئے! ''کیا مطلب؟ کیوں؟''

تین دن پہلے نعیم درانی کے اسسٹنٹ یوسف مرزا کی کال آئی تھی اور اس نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی ہے، میں حیران ہوں کہ اسے یہ بات کیسے معلوم ہوئی کہ وہ ویڈیو میرے پاس موجود ہے اور میں اسے بہت جلد پوسٹ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں؟''

اس سوال پر وہ خاموش رہے۔

دیکھیں سر! میں ایک عام گھرانے سے تعلق رکھنے والا لڑکا ہوں جس کی ابھی پوری زندگی باقی ہے، میں اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کا اکلوتا سہارا ہوں، میں اس وقت یہ رسک نہیں لے سکتا، میں اس اندھے کنویں میں نہیں کودنا چاہتا جس میں نقصان فائدے سے کہیں زیادہ

بڑا ہو!''

آج اسے پروفیسر سلمان کا یہ جملہ اپنی حالت پر فٹ بیٹھتا محسوس ہو رہا تھا، جانے انجانے میں وہ کافی گہری بات اسے سمجھا گئے تھے۔

دیکھو بچے! تم ایک فون کال سے گھبرا گئے؟ نعیم درانی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم بھی تو اس ملک کے غداروں کو منظر عام پر لانا چاہتے ہو؟''

اس بات پر اس نے گہری سانس لی اور تاسف سے سر جھٹک کر بولا:

سر! نعیم درانی ایڈوائزر فار ایجوکیشن ہے جو مستقبل میں مزید کسی بڑی پوسٹ پر جا سکتا ہے، جتنے تعلقات اس شخص کے ہیں اتنے آپ کے یا میرے نہیں ہیں، بہتر ہے کہ آپ مجھے مزید مجبور نہ کریں۔''

یہ کہہ کر اس نے کال رکھنا چاہی لیکن ثاقب رضوی نے ابھی ہار نہیں مانی تھی، ابھی اس کی کمان میں مزید تیر باقی تھے، اس بار اس نے جذباتی حملے کرنے کا فیصلہ کیا:

یہی تو میں تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ آج وہ ایڈوائزر ہے، کل منسٹر بن گیا تو کیا تم اس تعلیمی نظام کو آگے بڑھتا دیکھ سکو گے؟ اس قسم کے لوگ جب اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں گے تو ملک کا بیڑا غرق ہی ہو گا نا؟ تمہیں آج ایک موقع ملا ہے کہ تم ان کی حقیقت پوری دنیا کے سامنے لے آؤ اور تم ڈر کر پیچھے ہٹ رہے ہو؟''

وہ خاموش رہا، اسے خاموش دیکھ کر انہوں نے مزید بولنا شروع کیا:

دیکھو روحان! یہ دھمکیاں تمہیں پہلی بار تو نہیں ملی ہیں نا؟ آج تک تمہیں کسی کی دھمکی سے کوئی فرق پڑا ہے؟ تو اب کیوں پڑ رہا ہے؟ جبکہ تم اکیلے نہیں ہو، تمہارے پیچھے میری سپورٹ ہے اور مجھے نعیم درانی سے کم ہرگز مت سمجھنا، اس ملک کے آرمی چیف اور وزیراعظم تک میرے براہِ راست تعلقات ہیں، ایک کال پر تمہیں وہ سکیورٹی مہیا کی جائے گی کہ

تمہارا بال بھی کوئی بیکا نہیں کر سکے گا۔‘‘

اس کی باتوں کا اثر ایک بار پھر روحان کے دل و دماغ پر ہونے لگا، جبریل کا سکھایا سارا سبق کہیں رفو چکر ہو چکا تھا۔

تم بے فکر ہو کر ویڈیو پوسٹ کرو اور پھر استنبول نکل جاؤ، پیچھے سے تمہاری فیملی کی حفاظت کرنا ہمارا کام ہے۔‘‘

لیکن سر!‘‘ اس نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے لیکن اب کی بار اس کی آواز کافی کمزور تھی، ثاقب رضوی نے بات کاٹتے ہوئے ایک آخری وار کرنا چاہا:

تم اپنی زندگی سے ’’لیکن‘‘ اور ’’اگر‘‘ کو جب تک نکال نہیں دیتے تب تک آگے نہیں بڑھ سکو گے، دشمنوں کے خوف سے دبک کر بیٹھ جانا تو بہادری کی علامت نہیں ہے بلکہ سینہ تان کر کھڑے رہنا اصل بہادری ہے!‘‘

وہ مکمل طور پر پسپا ہو چکا تھا، ایک بار پھر اسے اپنے دل پر ڈھیروں بوجھ محسوس ہونے لگا لیکن اس بار بوجھ کے ساتھ شرمندگی بھی تھی، وہ کیا کر رہا تھا؟ وہ بھاگ رہا تھا؟ کیا وہ واقعی اتنا کمزور ہے؟ اسے نعیم درانی جیسے لوگوں کی پرواہ کیوں ہو رہی ہے؟ کیا وہ خدا ہیں یا خدا جتنی طاقت رکھتے ہیں؟ اور کیا میرے پاس کم تعلقات ہیں؟‘‘

یہ سب کچھ سوچ کر وہ پھر سے کشمکش کے دلدل میں جا پھنسا۔

☆☆☆☆☆

رات گئے وہ اپنے گھر واپس لوٹے تھے، سامان صحن میں چھوڑ کر کپڑے تبدیل کئے بغیر وہ بستر پر لیٹ گیا، اس کے بعد اسے کوئی ہوش نہیں رہا، صبح کے آٹھ بج رہے تھے کہ موبائل کی رنگ ٹون سے اس کی نیند میں خلل پیدا ہونا شروع ہوا، بمشکل ایک آنکھ کھولتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا اور کاٹنا چاہا لیکن نمبر دیکھ کر اس کی ساری نیند رفو چکر

ہوگئی، وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور فون کان سے لگالیا، یہ کال ڈی آئی کے ڈائریکٹر جیمز واشنگٹن کی طرف سے تھی۔

اگلے پانچ منٹ وہ چند ضروری ہدایات سنتا رہا اور سر ہلاتا رہا،فون بند ہونے کے بعد وہ اپنے اوپر سے رضائی ہٹا کر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا، اگلے ہی لمحے درد کی ایک ٹیس اس کی کمر اور ٹانگوں میں اٹھی اور ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا آدھا دھڑ مفلوج ہو چکا ہو، اس نے چلنے کے لئے اگلا قدم آگے بڑھایا تو لڑکھڑا گیا۔

رات کو نیند کے باعث اسے اپنے جسم میں ہونے والے درد کا کوئی اندازہ نہیں تھا، اب جب وہ ہوش میں آیا تھا تو اس کے لئے ایک قدم بھی اٹھانا ناگزیر تھا، اگر ڈائریکٹر کی طرف سے خصوصی کال نہ آئی ہوتی تو وہ آج آفس کسی صورت نہیں جانے والا تھا۔

ایک ایک قدم اٹھاتے ہوئے وہ بمشکل واش روم تک پہنچا، فریش ہونے کے بعد وہ کچن کاؤنٹر تک آیا اور دودھ کا ڈبا نکال کر گلاس میں بھرا، وہیں کھڑے کھڑے اس نے پورا گلاس ایک سانس میں غٹا غٹ پی لیا، جار میں رکھے کوکیز کے چند لقمے اپنے اندر اتارے اور گاڑی کی چابی اٹھائے گھر کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا، نہ جانے آج آفس میں اس کی کیا حالت ہونے والی تھی!

☆☆☆☆☆

آدھے گھنٹے بعد وہ ڈی آئی کی بلڈنگ میں داخل ہوا، جیمز واشنگٹن کی اسسٹنٹ اس کی منتظر تھی، وہ اس کے ہمراہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے لفٹ تک آیا، لفٹ اب تھرڈ فلور کی طرف بڑھ رہی تھی، بظاہر خود کو نارمل رکھتے ہوئے وہ اس وقت ڈھیروں درد کو اندر ہی اندر برداشت کر رہا تھا۔

لفٹ کا دروازہ کھلا اور وہ دونوں جیمز کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

سر آپ ٹھیک تو ہیں؟'' اس کی سست رفتاری کو دیکھتے ہوئے جیمز کی اسسٹنٹ'' Julia Corner'' نے ایک لمحے کو رک کر پوچھا:

جی......بس پاؤں میں ذرا تکلیف ہے۔'' اس نے شرمندگی سے نظریں چراتے ہوئے کہا:

اوہ! اٹس او کے! آپ آرام سے چلیں۔'' یہ کہہ کر اس نے بھی اپنی رفتار کم کر لی، تین منٹ کا فاصلہ چھ منٹ میں طے کر کے وہ آفس کے اندر داخل ہوئے، سامنے کرسیوں پر گریس، مائیک اور آرتھر براجمان تھے، ان کے سامنے راکنگ چیئر پر جیمز واشنگٹن بیٹھا دونوں ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے باندھے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

مجھے تو لگا تھا کہ شاید آج میری کال کافی نہیں ہے بلکہ خود ڈرائیو کر کے مسٹر جیف اینڈرسن کو لینے آنا پڑے گا!''

طنز سے بھرا جملہ اس کے کان میں پڑا اور پھر تو اس پر پے در پے طنز کی بارش شروع ہوگئی۔

جی سر وہ......میں بس ٹریفک میں پھنس گیا تھا۔'' یہ کہہ کر وہ اندر داخل ہو گیا۔

ٹریفک؟ کون سا ٹریفک؟ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، تمہارا گھر تو جارج واشنگٹن پل کے قریب ہے، گریس تم بھی تو وہیں رہتی ہونا؟''

ج۔۔۔جی سر!'' اس نے آہستگی سے سر ہلایا اور جیف کی طرف دیکھا، پہلی بار ان دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں، وہ چہرے سے کافی تھکی ہوئی لگ رہی تھی، اسے ایک لمحے کے لئے جیمز پر انتہائی غصہ آیا جس نے صبح ہی صبح ان کی نیند میں خلل پیدا کر دیا تھا، پھر خود ہی اپنے بے وقوفانہ خیال کو جھٹک کر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

یہ لنگڑا کر کیوں چل رہے ہو؟ کہیں کسی سے پٹ وٹ کر تو نہیں آئے؟'' اسے عجیب سے

انداز میں چلتے ہوئے دیکھ کر جیمز نے مشکوک نگاہوں سے پوچھا:

گریس نے بھی سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، شاید اس کی اپنی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی!

وہ۔۔۔سر دراصل کل رات کو میں ایک ٹرپ سے واپس لوٹا تھا، ماؤنٹین کلائمبنگ اور شدید ٹھنڈ کی وجہ سے پاؤں کی رگیں جام ہوگئی ہیں۔''

اب کی بار اس نے صاف گوئی سے بتا دیا، مزید کسی طنز کو جھیلنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

تو ہمارے سافٹ ویئر انجینئر پہاڑوں کو ناپنے کے مشن پر تھے؟'' وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں دلچسپی لئے اسے دیکھ رہا تھا، شاید آج اس کا ارادہ سارا دن جیف کی بے عزتی کرنے کا تھا۔

جی سر!'' اس نے سر جھکائے ہوئے کہا:

اگر پہاڑوں کو سر کرنے کا مشن مکمل ہوگیا ہو تو ذرا ہمارے مشن پر بھی دھیان دے دیا جائے، آپ سب کو ڈی آئی کے لئے ایک سافٹ ویئر بنانے کا کام سونپا گیا تھا جس کی اپ ڈیٹس مجھے اب تک موصول نہیں ہوئی ہیں۔''

وہ اب بیک وقت ان چاروں سے مخاطب تھے:

جی سر! اپ ڈیٹس تقریباً تیار ہیں، میں آپ کو دکھاتا ہوں۔'' اسی کے ساتھ مائیک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پروجیکٹر آن کرنے لگا، اگلے ایک گھنٹے تک وہ اسی سافٹ ویئر کے اوپر بحث کرتے رہے، اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ ان کی غیر موجودگی میں مائیک اور آرتھر نے کافی حد تک کام مکمل کرلیا ہے، یہ سافٹ ویئر یو ایس ملٹری کا ڈیٹا ایک جگہ بحفاظت رکھنے کے لئے بنایا جا رہا تھا جس کا نام Thales Commander تھا، سیون اسپرنگ جانے

سے پہلے وہ اسی پر کام کر رہے تھے۔

وہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ چاروں لفٹ کے ذریعے اپنے آفس پہنچے، دروازہ کھولتے ہوئے مائیک نے آہستگی سے جیف کے کان کے قریب کہا:

'' مجھے امید نہیں تھی کہ تم پہاڑ کی چوٹی سے زندہ بچ کر آجاؤ گے، اس کا مطلب، ابھی تک اسے پروپوز کرنے کی ہمت نہیں پیدا ہوسکی تجھ میں؟''

جواباً وہ دھیما سا مسکرا دیا۔

مسکرا کیوں رہے ہو؟ دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے؟'' اس نے ابرو اچکاتے ہوئے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا:

کیسا رہا تم لوگوں کا ٹرپ؟'' آرتھر نے ایک گہری نگاہ گریس پر ڈالنے کے بعد پوچھا جواب اپنا بیگ ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔

بہت بہترین اور یادگار!'' جواب جیف نے دیا، نہ جانے کیوں وہ اب بھی آرتھر سے اتنا ہی خائف تھا جتنا پہلے دن!

گڈ! لگتا ہے کافی انجوائے کیا؟''اس نے مزید کریدا:

ہاں، بہت زیادہ! میں نے اور جیف نے سب سے پہلے اسکی بورڈنگ کی، پھر رات کو باقی سیاحوں کے ساتھ مل کر بون فائر کیا، اگلے دن ہم ماؤنٹین کلائمبنگ کے لئے گئے اور ہم نے ڈھائی ہزار فیٹ کا سفر طے کر کے ''Peak Elevation'' پر اپنا کیمپ لگایا اور پھر ایک ''Mountain cave'' میں ٹھہر کر ساری رات گزاری۔'' گریس ہنستے ہوئے ان دونوں کو اپنے سفر کے بارے میں بتا رہی تھی اور جیف بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں تھکن کے ساتھ ساتھ ایک الگ سی چمک تھی!

واؤ! تم لوگوں نے تو خوب انجوائے کیا!'' آرتھر آنکھوں میں ستائش لئے ان دونوں کی

طرف دیکھتے ہوئے بولا:اس کے چہرے کے تاثرات سے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ خوش ہے یا خائف؟

میرے پاس بھی تم لوگوں کو دینے کے لئے ایک اہم خبر ہے!'' مائیک نے اب کی بار انہیں سنجیدگی سے مخاطب کیا اور اپنے کمپیوٹر کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

کیا؟'' ان دونوں نے بیک وقت پوچھا:

اپنے ایف بی آئی والے ساتھیوں کی مدد سے میں نے بیک ٹیل کے شیئر ہولڈرز کی لسٹ نکلوالی ہے۔''

کیاواقعی؟'' جیف تیزی سے اس کے کمپیوٹر کے نزدیک آیا،گریس بھی اپنی جگہ سے اٹھ کران کے قریب آچکی تھی، البتہ آرتھر وہیں بیٹھا رہا،شاید مائیک اسے پہلے ہی اس بارے میں بتاچکا تھا۔

یہ بیس لوگ ہیں جن کی لسٹ نکالنے میں ہم کامیاب ہوسکے ہیں اور اسی سے ہمیں اندازہ ہوجائے گا کہ بیک ٹیل کس کے لئے کام کررہی ہے؟''

مائیک کی بورڈ پر تیزی سے انگلیاں چلاتے ہوئے بولا: کچھ دیر بعد اسکرین پر بیس لوگوں پر مشتمل ایک لسٹ ابھری جہاں نہ صرف نام بلکہ ان کی پوسٹ بھی لکھی ہوئی تھی۔

1. Michael Bezoz (Secretary of Defencee)
2. Meroe Len (Former Chief of CIA)
3. David Leos(Former Deputy director of CIA)
4. Bennett Lavis (Directorate of Operations)

وہ ایک ایک کرکے سارے نام پڑھتا رہا، کچھ اس میں فارمر تھے، کچھ ان کی اطلاعات کے مطابق ابھی ڈیوٹی پر موجود تھے، آخری دونام دیکھ کروہ بری طرح چونکے!

19. William King Haspel (CIA Director)

20. James Washington (DI Director)

یہ تمام لوگ جن کے بیک ٹیل میں شیئرز تھے، ان سب کا تعلق حکومت کے کسی نہ کسی بڑے ادارے اور بڑی پوسٹ سے تھا، اس سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ بیک ٹیل اور حکومتی عہدے داروں کا مشن ایک ہی ہے اور وہ ہے خونی جنگوں سے بے پناہ پیسہ کمانا!''

مجھے یقین نہیں آرہا جیف!'' گریس دونوں ہاتھ منہ پر رکھے حیرت سے بولی:

اور ہم لوگ ولیم کنگ اور جیمز واشنگٹن جیسے لوگوں کیلئے کام کرتے رہے ہیں۔'' جیف نے تاسف سے سر جھٹکا، وہ ایک بار پھر خود کو ڈھیروں بوجھ تلے دبا محسوس کررہا تھا۔

اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے جیف! یہ تمام معلومات ایک عام آدمی کی پہنچ سے کوسوں دور ہیں، وہ تو یہی سمجھتا ہے کہ یہ دفاعی ادارے ان کی حفاظت کے لئے ہیں، انہیں کیا معلوم کہ اندر کس قسم کے کالے دھندے چل رہے ہیں؟'' گریس نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

اب کیا کرنا ہے باس؟'' مائیک نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا:

تم یہ لسٹ نکال کر مجھے دو اور اب تک ہم نے جتنی بھی معلومات اکھٹی کی ہے اسے ایک ڈی کوڈ چپ میں محفوظ کر کے باقی تمام ڈیٹا اس کمپیوٹر سے اڑا دو۔'' اس کا دماغ کوئی پلین تشکیل دینے کی کوشش کررہا تھا، خونی کھیل بہت جلد اپنے اختتام کو پہنچنے والا تھا اور تمام کڑیاں جڑنے کے قریب تھیں۔

تم کیا کرنے جارہے ہو؟'' آرتھر نے اس سب میں پہلی بار پوچھا:

اب فائنل شو ڈاؤن کا وقت قریب آچکا ہے لیکن اس سے پہلے مجھے بہت سارے معاملات حل کرنے ہیں۔'' یہ کہہ کر وہ آفس کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا، گریس کی

فکرمند نگاہیں اس کا دور تک تعاقب کرتی رہیں۔

☆☆☆☆☆

وہ اس وقت اسی پارک میں موجود تھے جہاں اپنی تمام ویڈیوز شوٹ کیا کرتے تھے، اس کے ہمراہ جبریل، شہزاد، حماد، شہریار اور احمد بھی تھا، آج وہ لوگ یہاں روحان کی سب سے اہم ویڈیو کی شوٹنگ کے لئے جمع ہوئے تھے۔ کل رات اس نے جبریل کو فون کر کرے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ ترکی جانے سے پہلے یہ ویڈیو ضرور پوسٹ کرے گا، اس کے حتمی فیصلے کے سامنے جبریل نے اپنے گھٹنے ٹیک دیے تھے، البتہ اندر ہی اندر وہ اس کے یوں اپنا فیصلہ بدل لینے پر کافی پریشان تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ روحان کو مزید سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ریکارڈنگ اسٹارٹ کرتے ہی جبریل نے انگوٹھے سے تھمز اپ کا اشارہ دیا اور اس نے کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا:

”میں روحان بن حیدر! آج آپ لوگوں کے سامنے اب تک کی سب سے حیران کن ویڈیو پیش کرنے جارہا ہوں، یہ ویڈیو کسی شاگرد یا استاد کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ ویڈیو ایڈوائزز فار ایجوکیشن ”نعیم درانی“ کے بارے میں ہے۔ ہم لوگ اکثر سوچتے ہیں کہ آخر یہ مافیا اتنی طاقتور کیسے ہوئی؟ اور ہمارے تعلیمی نظام تک کیسے پہنچی؟ جو کسی بھی ملک کی ترقی کی میراث ہے اور پھر اس نے اپنی جڑیں اس قدر مضبوط کر لیں کہ انہیں پکڑنا تو دور کی بات ان کے پھیلے ہوئے جال تک رسائی بھی حاصل کرنا ناممکن ہے۔“

وہ سانس لینے کو رکا، پھر بولا:

تو آج میں آپ کے سامنے اس کی وجہ پیش کرنے جارہا ہوں، ذرا اس ویڈیو کو ملاحظہ فرمایئے!“

اسی کے ساتھ جبریل نے کٹ کا اشارہ کیا اور ریکارڈنگ روک دی، اس کو محفوظ کرنے کے بعد دوسری ریکارڈنگ آن کی اور دوبارہ تھمز اپ کا اشارہ کیا، وہ بقیہ اسکرپٹ بولنے لگا:

جیسا کہ آپ نے ویڈیو میں دیکھا کہ نعیم درانی جیسے اعلیٰ عہدے دار کیسے ہمارے ملک کے سب سے بڑے ڈرگ ڈیلر کے ساتھ ہاتھ ملا کر کانٹریکٹ سائن کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آپ کو ان اداروں میں سپلائی کرنے سے کوئی نہیں روکے گا، کیا ہے یہ سب؟ یہ ہمارا اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جہاں قابلِ احترام عہدوں پر ان لوگوں کو بٹھا دیا گیا ہے جو انسان کہلانے کے بھی حقدار نہیں ہیں، فیصلہ آپ نے کرنا ہے، اپنے ووٹ کا استعمال سوچ سمجھ کر کیجئے اور ایسے لوگوں کو فوری طور پر کرسی سے ہٹانے کے لئے کیمپین چلائیے۔''

روحان کے خاموش ہونے پر جبریل نے ریکارڈنگ روک دی، حماد اور شہزاد نے جبریل کے ہاتھ سے کیمرہ لیا اور فائل کاپی کر کے ایڈیٹنگ میں مصروف ہو گئے، شہریار اور احمد اس کے قریب چلے آئے۔

یہ سب بہت خطرناک ہو جائے گا، سوچ لے ایک بار!'' احمد کے ماتھے پر فکرمندی کے سائے نظر آ رہے تھے۔

سوچ چکا ہوں اور اب عمل کرنے کا وقت ہے!'' وہ ہنوز اپنی بات پر ڈٹا ہوا تھا۔

جبریل اپنے اس بھولے دوست کو کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا جس کا دل اس کے چہرے کی طرح صاف وشفاف تھا لیکن وہ انسانوں کی سفاکی اور بے رحمی سے واقف نہیں تھا، اس نے لاشعوری طور پر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے روحان کے حفظ وامان کی دعا کی، نہ جانے کل رات سے اس کا دل وسوسوں کا شکار کیوں ہو رہا تھا؟

ایک گھنٹے بعد ویڈیو ایڈٹ ہو کر تیار ہو چکی تھی، حماد نے اسے ایک چھوٹی سی یو ایس بی میں محفوظ کر کے روحان کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

اسے بہت حفاظت سے رکھنا اور ویڈیو پوسٹ کرنے کے بعد بغیر سیکیوریٹی کے گھر سے باہر مت نکلنا، یہ معاملات اتنے آسان نہیں جتنے تمہیں لگ رہے ہیں، تمہارے ہاتھ میں اس وقت کوئی یو ایس بی نہیں بلکہ ایک بم ہے بم!''

تم لوگ اگر مجھے یوں ہی ڈراتے رہو گے تو میں خاک پوسٹ کروں گا!'' اب کی بار وہ خفگی سے بولا:

ڈرا نہیں رہے، فکر ہے تیری!'' شہزاد نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور پھر اسے سینے سے لگا لیا۔

میرے دوست! میں تمہیں بہت یاد کروں گا، بڑا بے غیرت ہے، بتایا تک نہیں کہ تو ترکی جا رہا ہے!''

اس سے الگ ہوتے ہوئے روحان دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا:

میں نے سوچا کہ جب تک پلین پکا نہیں ہو جاتا تب تک اسے سرپرائز ہی رکھوں۔''

چلو مبارک ہو تمہیں! لیکن ایسے ہی نہیں جانے دیں گے بلکہ ہمیں ایک الوداعی پارٹی چاہیئے۔'' احمد کی اس فرمائش پر باقی سب بھی اصرار کرنے لگے:

ہاں بھائی پارٹی تو بنتی ہے، آخر تجھے فری میں ویڈیوز میں نے ایڈٹ کر کے دی ہیں۔''

حماد بولا:

اور اس پر ''Effects'' میں نے لگائے ہیں۔'' شہزاد نے بھی اپنا احسان جھاڑنا ضروری سمجھا:

شوٹنگ میں نے کی ہے جس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔'' اب کی بار جبریل نے بھی اس گفتگو میں حصہ لیا، کھانے پینے کا معاملہ ہو اور وہ پیچھے ہٹ جائے؟ ممکن ہی نہیں!

میں نے تجھے ہر ویڈیو کے بعد موٹیویٹ کیا تھا اور تیری تعریف بھی کی تھی۔'' احمد بھی اپنا

احسان یاد کرواتے ہوئے بولا، جس پر باقی سب ہنس دیے۔

اچھا اچھا! اب اپنے احسانات جھاڑ کر اس کی قدر کم مت کرو، میں بہت شکر گزار ہوں آپ سب کا اور کل آپ لوگوں کو فور اسٹار ہوٹل میں پارٹی مل جائے گی۔'' وہ ہنس کر بولا:

فور کیوں؟ فائیو کیوں نہیں؟'' شہر یار نے ابرو اچکاتے ہوئے کہا:

کیونکہ میں ترکی جارہا ہوں، امریکہ نہیں!'' روحان نے ناک چڑھاتے ہوئے جواب دیا:

چلو تھری ہو کہ فور، مفت کا کھانا تو مل رہا ہے نا!'' جبریل نے اس بحث کو ختم کرتے ہوئے مصالحت کے انداز میں دونوں ہاتھ اٹھائے، بالآخر یہ طے پایا کہ کل روحان کی طرف سے دعوت ہے۔

چلو پھر کل شام پانچ بجے لاہور پلازہ پر ملتے ہیں۔'' شہزاد نے شوٹنگ کا سامان اٹھاتے ہوئے کندھے پر ڈالا اور خدا حافظ کہہ کر اپنے گھر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا، وہ سب بھی پارک سے باہر آگئے تھے اور نزدیک بنے بس اسٹاپ تک پیدل جارہے تھے۔

کل تو ہم تیرا دس ہزار کا بل بنوا کر رہیں گے!'' احمد نے چلتے چلتے اس کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا جس پر وہ طنزیہ لہجے میں بولا:

دس کیوں؟ بیس کر لے، میں تو بل گیٹس کی اولاد ہوں نا!''

یہ بھی صحیح ہے!''

فضا میں ان کے قہقہے بلند ہوئے، ایک دوسرے کو یوں ہی چھیڑتے ہوئے وہ اب بس اسٹاپ سے اپنے اپنے راستے پر نکل رہے تھے، شاید یہ آخری بار تھا کہ وہ اس پارک میں ایک ساتھ شوٹنگ کے لئے آئے تھے، کون جانے کہ پھر زندگی انہیں دوبارہ یوں اکھٹا ہونے کا موقع کب دینے والی تھی؟ کہیں دور ریڈیو پر بلند آواز میں یہ غزل چلنا شروع ہوئی جس نے

ماحول کو مزید سوگوار کر دیا۔

گھڑی یہ الوداع کی ہے بچھڑنا لازمی ٹھہرا
فضائے دوستاں کو اب بدلنا لازمی ٹھہرا

ہمیں ایسے بچھڑنا ہے گویا کل بھی ملنا ہے
لگا کر حاضری چپکے، نکلنا لازمی ٹھہرا

کسی رستے پر مل جائیں، کسی منزل پر مل جائیں
بشرطِ زندگی اے دوست، ملنا لازمی ٹھہرا

یہی لمحہ دلوں پر بارہا پہلے بھی گزرا ہے
مگر وقتِ جدائی، دل مچلنا لازمی ٹھہرا

کہیں جذبات میں جاذب، خداحافظ نہ کہہ دینا
تقاضا ہے یہ مجلس کا، سنبھلنا لازمی ٹھہرا

(جاذب کمالوی)

☆☆☆☆☆

کمرے میں نیم اندھیرا چھایا ہوا تھا، پردے کھڑکیوں کے اوپر گرے ہوئے تھے، ایمرجنسی بلب اس کے سر کے اوپر روشن تھا اور وہ بکھرے بالوں کے ساتھ بستر پر اوندھے منہ گری ہوئی تھی، اس کے بائیں ہاتھ میں ادھ پیا سگریٹ سلگ رہا تھا جس کا دھواں کمرے میں پھیلا ہوا تھا، اسے وقت کے گزرنے کا کوئی اندازہ نہیں تھا، نہ جانے کتنے گھنٹوں سے وہ یوں ہی لیٹی ہوئی تھی؟ ایش ٹرے میں کئی سگریٹ پڑے ہوئے تھے جو اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ مسلسل انہیں پھونک رہی ہے، شاید باہر اب اندھیرا پھیلنے لگا تھا، قریب ہی موجود سائیڈ ٹیبل پر شیشے کا ایک گلاس رکھا تھا جس میں بیئر کے آخری چند گھونٹ باقی

تھے۔

یک دم بستر پر رکھا اس کا موبائل فون بج اٹھا، آج کل اس کا سب سے بڑا خوف اس ''فون'' کی آواز تھی، اس نے باہر کی دنیا سے اپنے تمام رابطے منقطع کر لئے تھے اور خود کو اپنے کمرے تک محدود کر لیا تھا لیکن پھر بھی یہ کالز اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

فون مسلسل بج رہا تھا، اس نے بمشکل ایک آنکھ کھولی اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا، ایک نظر اسکرین پر ڈالنے کے بعد اس نے فون کان سے لگالیا، صد شکر کہ یہ اس جاسوس کا فون نہیں تھا۔

ہائے مارتھا، کیسی ہو تم؟'' دوسری طرف سے جیف کی خوش باش آواز گونجی جو اس وقت ڈی آئی کے پارکنگ پلازہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

میں ٹھیک ہوں!'' اس نے مردہ سی آواز میں بے زاری سے جواب دیا:

آواز سے تم ٹھیک لگ تو نہیں رہیں؟ کہاں ہو؟'' گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے وہ رکا اور چونک کر پوچھا:

یہیں ہوں، کہاں جا سکتی ہوں؟'' ایک بار پھر اس نے بے زاری سے کہا، ساتھ ہی کروٹ بدلی۔

مجھے تم سے ملنا ہے، میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں، کچھ ایسا جسے دیکھ کر تم شاکڈ رہ جاؤ گی!'' وہ اب دروازہ کھول کر اندر بیٹھ چکا تھا، ساتھ ہی اسٹیئرنگ میں چابی گھمائی۔

مارتھا اس کی بات سن کر یک دم بستر سے اٹھی اور خوف سے کپکپاتی آواز میں بولی:

میں کچھ بھی نہیں دیکھنا چاہتی جیف! میں اب کچھ بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔''

یہ کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا، مارتھا کے اس عجیب رویے پر اس نے چونک کر اسکرین کی طرف دیکھا جہاں رابطہ منقطع ہو چکا تھا، کچھ سوچتے ہوئے اس نے دوبارہ کال ملائی۔

دوسری طرف مسلسل رنگ ہوتی رہی لیکن مارتھا نے کال پک نہیں کی، بالآخر تھک ہار کرا س نے موبائل ڈیش بورڈ پر رکھا اور گاڑی زن سے آگے بڑھادی۔

☆☆☆☆☆

تیرہ مارچ کو اس کی فلائٹ تھی اور وہ چودہ کو استنبول پہنچ کر ویڈیو پوسٹ کرنا چاہتا تھا ،جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے،اس کے دل کی دھڑکن بڑھتی جارہی تھی، اندر ہی اندر وہ بھی نتائج کو لے کر پریشان تھا لیکن اب کسی وسوسے کا شکار ہو کر پھر فیصلے سے پھرنا نہیں چاہتا تھا، رات بھر وہ یہی سوچتا رہا، بالآخر تھک ہار کر اس نے ہر چیز اللہ پر چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا۔

وعدے کے مطابق آج وہ اپنے تمام دوستوں کے ہمراہ لاہور پلازہ پر بنے فور اسٹار ہوٹل پر موجود تھا، یہ وہ ساتھی تھے جو اس کے لئے ہمیشہ دستیاب رہے تھے،،ترکی جا کر وہ جس کمی کو سب سے زیادہ محسوس کرنے والا تھا ان میں سر فہرست اس کے یہ دوست تھے جنہوں نے بغیر کسی غرض کے اس کی مدد کی تھی۔

شیشے کا دروازہ کھول کر آٹھ لوگوں کا یہ قافلہ اندر داخل ہوا، مناسب جگہ دیکھ کر وہ سب کرسیاں گھسیٹ کر بیٹھ چکے تھے اور اب مینیو پر نگاہیں دوڑا رہے تھے۔

میں تو نلی نہاری کھاؤں گا۔'' احمد نے مینیو دیکھے بغیر ہی ہاتھ اٹھا کر اعلان کیا۔

تو پھر میں دماغ کھاؤں گا۔'' شہر یار شوخ لہجے میں بولا:

اور میں گردے!'' حماد بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا، روحان نے ان تینوں کے مزاح پر مسکراتے ہوئے کہا:

یہ انسانوں کا ریسٹورینٹ ہے جہاں میں تم لوگوں کو انسان سمجھ کر لایا تھا، گدھوں کے ریسٹورینٹ تو ٹھوکر نیاز بیگ پر بھی موجود ہیں''

اس جواب پر باقی سب قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

تو پھر کچھ سوچا آپ نے؟'' فیصل نے جبریل کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھا جو مینیو کی طرف دیکھتے ہوئے نہ جانے کہاں کھو ہو چکا تھا؟ اس کے یوں ہلانے پر جبریل نے ایک نگاہ مین کورس پر ڈالی اور بولا:

یہاں کا اسپیشل کھانا ''بار بی کیو اور چکن اسٹیک'' ہیں، یہی آرڈر کر لیتے ہیں'' اس کا مشورہ سب کو پسند آیا، روحان نے ویٹر کو اشارہ کر کے بلایا اور آرڈر نوٹ کروانے لگا:

چار پلیٹ بار بی کیو اور چار اسٹیک، ساتھ میں دس پراٹھے۔''

ڈرنکس میں کیا آرڈر کروں؟'' روحان نے ایک بار پھر انہیں متوجہ کر کے پوچھا:

دو بڑی کولڈ ڈرنکس منگوا لے بھائی، وہی پی لیں گے۔'' حماد کے کہنے پر اس نے کولڈ ڈرنکس کا آرڈر لکھوایا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد اب وہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

تم لوگوں کو ایک اور خوش خبری سناؤں؟'' روحان کے معنی خیز لہجے پر وہ سب تجسس سے بولے:

ہاں ہاں، بول!''

اسی کے ساتھ اس نے ایک نگاہ جبریل پر ڈالی اور بولا: ''یہ موصوف بھی اگلے ماہ میرے پیچھے ترکی پہنچ رہے ہیں۔''

واٹ؟''' بیک وقت کئی آوازیں بلند ہوئیں اور اب سب کی نگاہوں کا رخ خاموش بیٹھے جبریل کی جانب تھا:

تم دونوں کتنے بے غیرت ہو یار! بھنک تک نہیں پڑنے دی۔'' احمد نے ایک زوردار ہاتھ اس کے کندھے پر جڑا جس پر وہ کراہ کر رہ گیا۔

پہلے سے بتا کر کیا فائدہ؟ میں نے سوچا جب کنفرم ہو جائے گا تو بتا دوں گا۔'' اس نے اپنا کندھا سہلاتے ہوئے کہا:

دراصل میں نے اور جبریل نے ایک ساتھ اپلائی کیا تھا، میرا نام پہلی لسٹ میں آ گیا اور جبریل کا ان شاءاللہ دوسری لسٹ میں آ جائے گا، بس پھر یہ بھی اڑ کر ترکی پہنچ جائے گا۔''

روحان انہیں تفصیل بتانے لگا، وہ سب اب اسے ستائشی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ اگلی ٹریٹ جبریل کی طرف سے ملنے والی ہے۔'' شہریار کے دماغ نے جو پہلا سوال اٹھایا وہ یہی تھا جس پر باقی سب ہنس پڑے۔

توصدا پیٹو رہے گا، کبھی کھانے کے علاوہ بھی کچھ سوچ لیا کر!'' جبریل کی بات پر وہ دانت نکال کر مسکرانے لگا۔

تم دونوں نے اسلامک اسٹڈیز میں ہی ڈپلوما کرنے کا کیوں سوچا؟ مطلب یہ کہ اس کا کوئی اسکوپ پاکستان میں تو نہیں ہے۔'' فیصل جو کافی دیر سے یہی سوچ رہا تھا، بالآخر پوچھ ہی لیا۔

اسلامی تعلیم کا پاکستان میں واقعی کوئی اسکوپ نہیں ہے لیکن میں اور جبریل پیسوں کے لئے اسے نہیں کر رہے بلکہ ہمارا مقصد امت مسلمہ کے لئے ایک بہترین لیڈر بننا ہے، استنبول ریسرچ سینٹر میں قرآن کے اوپر سائنسی نکتہ نظر سے بھی ریسرچ کی جارہی ہے جس سے اس ٹیکنالوجیکل دنیا میں اسلام کے فروغ کے لئے راستے ہموار ہوں گے۔'' وہ سانس لینے کو رکا، وہ سب دلچسپی سے اسے سن رہے تھے:

ہر وہ ''A.I tool'' جسے ہم استعمال کر سکیں، اس کی مدد سے قرآن کو آسان بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا، تاریخ اور فلسفے میں لوگوں کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر ہے لیکن اسے دلچسپ کہانیوں کے انداز میں آڈیو بک کی صورت میں پیش کیا جائے تو لوگ ضرور سنیں گے جیسے اسلامی تاریخ کے پانچ بڑے شہداء، بہترین سپہ سالار صلاح الدین ایوبی، خالد بن ولید ایک کامیاب جنگجو وغیرہ۔''

تمہاری باتوں سے تو میرا بھی دل کر رہا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر میں بھی ریسرچ سینٹر میں داخلہ لے لوں، کتنے عظیم کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو چنا ہے۔'' شہریار نے فخریہ لہجے میں کہا:

کاش !ہمارے حالات ہمیں اجازت دیتے تو ہم بھی امت مسلمہ کے لئے کچھ کر پاتے۔'' شہزاد نے سر جھکائے ہوئے کہا جس کے ابا ساری زندگی مزدوری کرتے آئے تھے اور اب اس کے انجینئر بن جانے پر اپنی آنکھوں میں ڈھیروں خواب اور امیدیں سجائے بیٹھے تھے۔

میری بھی اکلوتی بہن ہے جس کی شادی کی ذمہ داری اب میرے کندھوں پر ہے، کاش کہ میں بھی تم لوگوں کی طرح اپنے دین کے لئے کچھ کر پاتا!'' احمد بھی افسردگی سے بولا:

لیکن ہمیں خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دوستوں کو اس کام کے لئے چنا، تم لوگ اداس ہونے کے بجائے ان کے لئے دعا کرو۔'' فیصل کی بات پر ان لوگوں نے سر ہلایا اور ایک بار پھر ان دونوں کو مبارکباد دینے لگے:

جاؤ میرے چیتو اور جھنڈے گاڑ کر میدان فتح کر کے لوٹو!'' ان لوگوں کی دعاؤں پر روحان نے زیر لب آمین کہا:

کھانا آچکا تھا اور خوشبو سے ان کی بھوک بھی جاگ چکی تھی، تمام کھانا سرو ہو جانے کے بعد وہ سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

☆☆☆☆☆

رات کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ کچن میں کھڑا گریس کی بتائی ہوئی ریسپی کے مطابق چکن فرائی کرنے کی کوشش کر رہا تھا، کچھ دیر پہلے ہی وہ ڈی آئی سے لوٹا تھا اور اس وقت اسے شدید بھوک لگی تھی۔

چکن کو دوسری طرف پلٹنے کے بعد اس نے ڈبل روٹی کے سلائس ٹوسٹر میں ڈالے، اس سے فارغ ہو کر وہ فریج کی طرف بڑھا اور مایونیز اور کیچپ سمیت مختلف پیسٹ نکالنے لگا، وہ آج گریس کا سگنیچر ساس تیار کرنے کا سوچ رہا تھا۔

یک دم ہی کاؤنٹر سلیب پر رکھا اس کا فون بج اٹھا، نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اس نے فون اٹھایا، وہاں وسٹن براؤن لکھا جگمگا رہا تھا، اگلے ہی لمحے اس نے فون کان سے لگا یا، ساتھ ہی چکن کے نیچے چولہا آہستہ کر دیا۔

ہیلو جیف، کیسے ہو؟'' دوسری طرف سے خوش باش آواز میں پوچھا گیا:

سر میں بالکل ٹھیک ہوں! آپ سنائیں شکاگو کا موسم اور اپنا حال!'' فون کان اور کندھے کے درمیان اٹکائے وہ اب کٹوری میں مختلف پیسٹ اور کیچپ نکال کر انہیں مکس کرنے لگا، ساتھ ہی کالی مرچ کا چھڑکاؤ کیا۔

موسم تو کافی ٹھنڈا ہے، تم بتاؤ کیسا رہا پہاڑوں کا سفر؟'' معنی خیز انداز میں کہے گئے اس جملے سے وہ سمجھ چکا تھا کہ ان تک پہلے ہی خبریں پہنچ چکی ہیں۔

بہت خوبصورت! مشن کامیاب رہا۔'' اس نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا، اس کی بات پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

ماننا پڑے گا آپ کو! ہماری بیٹی تو گرویدہ ہی ہوگئی ہے آپ کی، آخر کیا جادو کر دیا ہے؟'' اس بات پر اس کا دل زور سے دھڑکا، کیا واقعی گریس اس سے اتنی محبت کرنے لگی تھی؟

جادو تو مجھے نہیں آتا، بس یہ تو ان کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ ہمیں اس قابل سمجھا۔'' تابعداری سے کہتے ہوئے اس نے پیسٹ کو ڈبل روٹی پر لگانا شروع کر دیا، وسٹن نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔

ویسے میں جتنا سیدھا سمجھتا تھا اتنے سیدھے تم ہو نہیں!''

سر ہم کہاں کے تیز؟ چار سال میں ایک بار بھی ہمت نہ کر پائے کہ انہیں اپنا حالِ دل سنا پاتے، آپ کی بیٹی ویسے بہت کٹھور ہے۔‘‘اب کی بار وہ دونوں ساتھ ہی ہنس دیے۔

ہاں یہ تو ہے! وہ بچپن سے ایسی ہی ہے، کسی کو کبھی بھی اپنے قریب نہیں آنے دیا، میں اسی وجہ سے کافی حیران تھا کہ وہ تم سے اتنا کلوز کیسے ہوگئی؟ خیر مجھے بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کہ اس نے ایک اچھا انتخاب کیا ہے۔‘‘

اس بات پر وہ جھینپ گیا، اسے لگا تھا کہ گریس کے ڈیڈ کو الگ سے منانا پڑے گا لیکن وہ تو پہلے ہی راضی تھے۔

اچھا میں نے تمہیں ایک ضروری بات بتانے کے لئے فون کیا تھا!‘‘ یک دم جیسے انہیں کچھ یاد آیا:

جی سر!‘‘ اسی کے ساتھ اس نے چکن کے نیچے چولہا بند کر دیا اور فرائینگ پین نیچے اتار لیا، وہ پک چکی تھی اور سرونگ کے لئے تیار تھی۔

تمہارا کام ہوگیا ہے، مجھے تمام معلومات مل گئی ہیں، اس ویک اینڈ میں گھر آؤں گا تو تم سے وہیں ملاقات کرتا ہوں، باقی باتیں بیٹھ کر تفصیل سے ہوں گی۔‘‘

یہ سن کر اسے کافی اطمینان ہوا، نہ جانے اس خبر کا اسے کب سے انتظار تھا؟

ٹھیک ہے! پھر ویک اینڈ پر ملاقات کرتے ہیں۔‘‘

وسٹن نے گڈ بائے کہہ کر فون رکھ دیا، وہ کاؤنٹر سے سینڈوچ اٹھا کر لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆

آج کا دن یادگار رہا تھا، کھانا ختم کرنے کے بعد وہ ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے، گلاس ڈور کھول کر وہ سب باہر نکل گئے، روحان کاؤنٹر پر بل کی ادائیگی

کرنے کے لئے رک گیا۔

ہم نے اس کا کچھ زیادہ ہی خرچہ نہیں کروادیا؟'' احمد نے باقیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا:

خیر ہے یار کون سا دوبارہ ہاتھ آئے گا؟ اب اتنا تو چلتا ہی ہے۔'' شہریار کے لاپرواہی سے کہے اس جملے پر جبریل نے اس کی طرف دیکھا اور بولا:

یعنی تو میرے اوپر بھی کوئی رحم نہیں کرے گا؟''

جواباً وہ زوردار قہقہہ لگا کر بولا''نہیں!

بیٹا! میں روحان کی طرف سخی ہرگز نہیں ہوں، ریڑھی والے سے بن کباب کھانا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ دور سے ہی خدا حافظ!''

جبریل اب کافی بہتر دکھائی دے رہا تھا، آج صبح ہی سے اس کا دل بجھا بجھا تھا، شاید وہ روحان کے لئے کچھ زیادہ ہی فکرمند رہنے لگا تھا، جیسے جیسے دن قریب آرہے تھے اسے خدشات گھیرتے جارہے تھے، وہ یہی دعا کرتا رہتا تھا کہ کسی طرح وہ بخیروعافیت ترکی پہنچ جائے، ایک بار وہ پاکستان سے نکل جائے، اس کے بعد کوئی فکر کی بات نہیں تھی۔

دروازہ کھلا اور وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے ان کے نزدیک چلا آیا:

لو شیر دا پتر آگیا، چلو اب گھر واپس!'' اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فیصل نے کہا اور پھر وہ اپنی اپنی سواریوں کی طرف بڑھ گئے۔

تم دونوں کو ہم ڈراپ کر دیتے ہیں، بیٹھ جاؤ!'' روحان نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے احمد اور شہریار کو پیشکش کی جو روڈ پر کھڑے رکشہ روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ دونوں ان کے علاقے کے قریب ہی بنی ایک سوسائٹی میں رہتے تھے، اس پیشکش پر وہ فوراً راضی ہو گئے اور گاڑی کے بیک ڈور کھول کر اندر بیٹھ گئے، جبریل پہلے ہی فرنٹ

ڈور کھول کر اندر بیٹھ چکا تھا، روحان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور بیلٹ ٹائٹ کرتے ہوئے اسٹیئرنگ پر ہاتھ گھمانے لگا، یک دم ہی شہر یار کی آواز بلند ہوئی:

اوہ یار رکو! میں اپنا والٹ تو ٹیبل پر ہی بھول آیا ہوں۔''

تجھے والٹ لانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ کون سا تو نے کبھی بل پے کیا ہے؟'' جبریل نے پیچھے مڑ کر طنز کیا جس پر وہ دونوں بھی ہنس پڑے۔

بکواس نہ کر! میں نے سوچا کہ شاید میرے دوست کو ضرورت پڑ جائے اس لئے لایا تھا۔'' اس بے عزتی پر وہ جبریل کو غصے سے گھورتے ہوئے بولا:

کتنے پیسے لایا تھا تو؟ ذرا ہمیں بھی تو بتا!'' جبریل نے ایک آنکھ دبا کر شوخ انداز میں پوچھا:

پورے ایک ہزار روپے!'' شہر یار کے جواب پر اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے مکا رسید کیا۔

اچھا اب تم دونوں شروع مت ہو جاؤ، میں والٹ لے کر آتا ہوں۔'' یہ کہہ کر روحان گاڑی سے نیچے اتر گیا۔

تیری وجہ سے ہماری زندگی کے دس قیمتی منٹ ضائع ہونے والے ہیں۔'' جبریل تاسف سے سر جھٹکے ونڈ اسکرین سے باہر دیکھنے لگا۔

تو کوئی منسٹر یا منسٹر کی اولاد ہے؟ گھر جا کر بھی تو وقت ضائع ہی کرنا ہے نا!'' شہر یار کہاں چپ رہنے والا تھا، اس بات پر جبریل نے اپنی گردن موڑی اور بولا:

تیری طرح نہیں ہوں میں، تیاری کر رہا ہوں، ایک منٹ بھی نہیں ہوتا میرے پاس!''

اوہ ہاں! بڑے لوگ ہو گئے ہیں نا! باہر کی ہوا لگنے والی ہے، پھر تو تم شاید ہمارے نام بھی بھول جاؤ گے۔'' وہ منہ چڑا کر بولا، جس پر جبریل اور احمد ہنس پڑے، ایک بار پھر رخ موڑ کر وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا، احمد اور شہر یار اب کسی بات پر ایک دوسرے سے الجھ رہے

تھے۔

چلو جی آ گیا!'' روحان کو ہوٹل کا دروازہ کھول کر باہر آتا دیکھ کر شہریار کی آنکھیں چمکیں، اس کے ہاتھ میں والٹ نظر آ رہا تھا۔

وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا کہ یک دم کوئی اس کے قریب آیا، ان تینوں نے چونک کر اس لڑکے کی طرف دیکھا جس کے ہاتھ میں پین اور کاپی تھی، روحان سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ اب کاپی پر کچھ لکھ کر دینے کی درخواست کر رہا تھا۔

ہمارا دوست کتنا مشہور ہو گیا ہے نا! ہوٹل میں بھی سب مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔'' شہریار نے فخر سے گردن اکڑا کر کہا:

بیٹا تو کیوں گردن اکڑا رہا ہے؟ تجھے تھوڑی دیکھ رہے تھے۔'' احمد کے مذاق اڑانے پر وہ اسے غصے سے گھورتے ہوئے بولا:

ہاں تو دوست تو میرا ہے نا!''

آٹوگراف دینے کے بعد وہ اب دوبارہ گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا، یک دم جبریل کی نگاہ کسی چیز پر پڑی اور پھر روحان پر، سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے دماغ نے سگنل دیا اور وہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر اترا۔

اسے کیا ہوا؟'' وہ دونوں اس کے یوں اترنے پر چونکے اور کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھا جہاں وہ اب بھاگتے ہوئے روحان کے قریب جا رہا تھا۔

روحان!'' جبریل کی آواز فضا میں بلند ہوئی:

آواز پر وہ چونک کر پیچھے مڑا، جبریل اس کے قریب پہنچ چکا تھا، اسی کے ساتھ اس نے روحان کو زوردار دھکا دیا، وہ پہلی سیڑھی سے لڑھکتے ہوئے تیسری سیڑھی پر جا کر گرا، فضا میں جبریل کی آواز کے ساتھ ایک اور آواز بھی بلند ہوئی تھی اور اس نے سیڑھیوں پر لال رنگ کا

کوئی گاڑھا سفوف پھیلتے ہوئے دیکھا، اس وقت تک اس کا دماغ بالکل ماؤف ہو چکا تھا، نہ جانے یہ خون اس کے جسم کے کس حصے سے نکل رہا تھا؟ یا پھر یہ کسی اور کے جسم سے نکل رہا تھا؟

اس نے شہریار اور احمد کو بدحواسی میں بھاگتے ہوئے اپنے قریب آتے دیکھا لیکن وہ اس کے اس کے نزدیک نہیں بلکہ اس سے دو قدم دور پڑے کسی اور وجود کے قریب جا کر رک گئے تھے، کون تھا یہ شخص؟

اسے سنبھلنے میں چند سیکنڈز لگے اور پھر وہ ہوش میں آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا، اس کی آستین اور شرٹ پر خون کی چھینٹیں تھیں لیکن اسے درد محسوس نہیں ہو رہا تھا، یک دم اس کی نگاہ جبریل پر پڑی جو اس سے کچھ دور زمین پر گرا تڑپ رہا تھا، تو کیا وہ وجود جبریل کا تھا؟؟؟ اسے اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا۔

جبریل!'' اب کی بار فضا میں اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

جبریل آنکھیں کھولو!'' اب وہ اس کے چہرے پر زور زور سے مار رہا تھا۔

ہمیں اسے اسپتال لے جانا ہوگا اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے!'' احمد نے شہریار سے کہا اور وہ دونوں اب اسے اٹھا کر گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے، روحان نے بھی آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا اور گاڑی میں ڈالنے لگا، ہجوم بڑھتا جا رہا تھا اسی کے ساتھ اس کا خون بھی تیزی سے بہہ رہا تھا، چند ہی منٹوں میں وہ خون میں نہا چکا تھا، ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہی روحان نے تیزی سے گاڑی سٹی ہاسپٹل کی طرف بڑھا دی۔

☆☆☆☆☆

اسٹریچر گھسیٹتے ہوئے وہ اسے ایمرجنسی وارڈ میں شفٹ کر رہے تھے، روحان اسٹریچر کے ساتھ تیز تیز چل رہا تھا، وہ ایک لمحے کے لئے بھی جبریل کو خود سے دور نہیں ہونے دینا

چاہتا تھا، اسے نہیں معلوم تھا کہ یہ اچانک کیا ہو گیا تھا لیکن اس وقت وہ بس جبریل کی سلامتی چاہتا تھا۔

سر آپ آئی سی یو میں نہیں آ سکتے!'' ڈاکٹرز نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

شہر یار اور احمد بھی اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔

میں اپنے دوست کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا۔'' ڈھیروں آنسو اندر اتارتے ہوئے اس نے سرخ آنکھوں کے ساتھ یہ جملہ ادا کیا۔

سوری سر آپ کو باہر ویٹ کرنا ہو گا!'' یہ کہہ کر ڈاکٹرز کی ٹیم آئی سی یو کے اندر چلی گئی، دروازہ بند ہو چکا تھا اور وہ خالی ہاتھ جھولی میں گرائے وہیں رکھی چیئر پر بیٹھ گیا، شہر یار اور احمد اس کے ساتھ رکھی چیئرز پر بیٹھے اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ ٹھیک ہو جائے گا ان شاء اللہ، تم پریشان مت ہو!''

کیسے ٹھیک ہو جائے گا؟ تم نے دیکھا تھا کس قدر خون بہہ رہا تھا اس کا؟ کوئی مجھے بتائے گا کہ یہ ہوا کیا ہے؟'' وہ پہلی بار قدرے بلند آواز میں بولا: آنکھیں اب بھی سرخ تھیں۔

ہمیں بھی سمجھ نہیں آیا تھا کہ جبریل اچانک گاڑی سے اتر کر تمہاری طرف کیوں بھاگا تھا لیکن اس نے اس کالے نقاب والے آدمی کو دیکھ لیا تھا جو اپنی پستول سے ٹارگٹ کرنے کے لئے تمہاری طرف بڑھ رہا تھا،، جبریل تیزی سے تمہاری طرف لپکا اور عین موقع پر تمہیں دھکا دے دیا لیکن خود کو نہ بچا سکا اور گولی اس کے پیٹ میں جا لگی'' شہر یار نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تمام واقعہ اس کے گوش گزار کر دیا۔

تم نے اس نقاب والے آدمی کو دیکھا تھا؟ کون تھا وہ؟ گاڑی میں تھا یا پیدل؟ گاڑی کا نمبر کیا تھا؟'' اگلی ہی سانس میں اس نے کئی سوالات کر ڈالے:

اس کا قد لمبا اور جسم چوڑا تھا، منہ پر اس نے کالے رنگ کا کپڑا لپیٹ رکھا تھا، اس کے ہاتھ میں پسٹل تھی جس سے فائر کر کے وہ تیزی سے پیچھے مڑا اور کالے رنگ کی مرسیڈیز میں بیٹھ کر رفو چکر ہو گیا۔'' احمد نے افسردہ لہجے میں بتایا:

کیا پولیس نے اس کا تعاقب نہیں کیا؟'' اس نے اگلا سوال پوچھا:

نہیں! ویسے بھی وہ جس طرح کی گاڑی میں آیا تھا اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کوئی عادی مجرم یا کرائے کا قاتل نہیں ہے، کیا تمہاری کسی سے دشمنی ہے روحان؟'' شہریار کے اس سوال پر اس کے ذہن میں ایک چہرہ ابھرا۔

نعیم درانی! یہ وہی کر سکتا ہے۔'' اس کی آنکھوں میں شدید غصہ اتر آیا۔

ہاں یہ ممکن ہے کیونکہ اس وقت وہی تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے، میرے خیال سے تمہیں پریس کانفرنس کرنی چاہئے روحان! اور ان خدشات کا اظہار میڈیا پر کرنا چاہئے، ورنہ تمہاری جان کو شدید خطرہ لاحق رہے گا۔''

شہریار کی بات سے احمد نے بھی اتفاق کیا، اچانک ہی کوریڈور میں ہلچل مچ گئی اور اس نے وردیوں میں ملبوس کچھ افسروں کو اسپتال کے عملے سمیت اپنی طرف آتے دیکھا۔

پولیس تمہارا بیان لینے آ رہی ہے، مجھے لگتا ہے کہ تمہیں اب سب کچھ بتا دینا چاہئے۔'' احمد کی بات پر اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

☆☆☆☆☆

آج آفس میں معمول سے زیادہ چہل پہل تھی، تمام اسٹاف سختی سے ڈیوٹی پر تعینات تھا، مسلح گارڈز کی تعداد میں بھی غیر ضروری اضافہ دیکھا جا سکتا تھا، وہ بیسمنٹ میں پہنچا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

کیا آج پھر سی آئی اے کے ڈائریکٹر آ رہے ہیں؟''

صرف سی آئی اے کے ڈائریکٹر ہی نہیں بلکہ وائس پریذیڈنٹ اور سیکریٹری آف ڈیفنس بھی آرہے ہیں۔'' گریس کی خبر پر وہ بری طرح چونکا!

کیوں؟ سب خیریت؟''

لگتا تو نہیں ہے، سننے میں آرہا ہے کہ آج انتہائی اہم میٹنگ ہے جس میں کچھ بڑے فیصلے کئے جائیں گے۔'' آرتھر نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا: ساتھ ہی مائیک کی ٹیبل پر رکھی فائل اٹھائی۔

کیسے فیصلے؟'' وہ ابھی بھی حیران تھا۔

یہ تو ہمیں نہیں پتہ! البتہ اس کا تعلق ایران کی تنظیم ''IRGC'' سے ہے۔'' اب کی بار جواب گریس نے دیا تھا جو درجنوں فائلوں کے درمیان سر جوڑے بیٹھی تھی۔

یہ لو تم بھی ایک فائل پکڑو اور کام شروع کردو، جیمز واشنگٹن نے سافٹ ویئر کے لئے کل کی ڈیڈ لائن دی ہے۔'' آرتھر کی بات پر اس نے منہ بسورا اور فائل تھام لی۔

ایک تو ان کاموں سے جان نہیں چھوٹتی ہے ہماری!''

دل ہی دل میں ڈی آئی کو کوستے ہوئے وہ اپنی ٹیبل کے قریب آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا، کچھ یاد آنے پر اس نے گردن گھمائی اور مائیک کو مخاطب کیا:

تم نے سارا ڈیٹا یو ایس بی میں کاپی کرلیا تھا؟''

یس باس، آل ڈن!'' مائیک نے انگوٹھے کا نشان دکھاتے ہوئے کہا اور دوبارہ اپنے کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

تو آپ کا کہنا ہے کہ اس شخص کے چہرے پر ماسک تھا اور وہ مرسڈیز میں آیا تھا!''

ایک پولیس افسر اس کا بیان ریکارڈ کرتے ہوئے بولا:

ان کا ٹارگٹ جبریل نہیں تھا بلکہ وہ مجھے مارنا چاہتے تھے،اس نے تو میری جان بچائی ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس کے کندھوں پر منوں بوجھ آ گرا تھا۔

تو وہ شخص آپ کو کیوں ٹارگٹ کرنا چاہتا تھا؟ کیا آپ کی کسی سے جانی دشمنی ہے؟'' دوسرے پولیس افسر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا:

آپ کہہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔مجھے دھمکی آمیز فون کالز اکثر موصول ہوتی ہیں لیکن باضابطہ طور پر یہ پہلا حملہ تھا جو مجھ پر کروایا گیا۔''

آخری بار آپ کو کس کا فون آیا تھا اور اس نے کیا کہا تھا؟'' آفیسر نے اب اگلا سوال کیا جس کا جواب دینے کے لئے وہ چند لمحے سوچتا رہا، بالآخر اس نے سب کچھ بتا دینے کا فیصلہ کرلیا، پولیس کی مدد کے سوا اس وقت اس کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

آخری بار مجھے مشیر نعیم درانی کے اسسٹنٹ یوسف مرزا کی کال موصول ہوئی تھی، یہ بات آج سے ایک ہفتہ پہلے کی ہے، انہوں نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی اور کہا کہ میری لاش بھی اس زمین پر نہیں ملے گی!''

روحان کی اس بات پر وہ تینوں آفیسر چونکے اور تیزی سے نوٹ پیڈ پر درج کرنے لگے۔

لیکن آپ کی نعیم درانی سے کیا دشمنی ہے؟ وہ کیوں آپ کو مروانا چاہتا ہے؟''

کیونکہ میرے پاس ان کے خلاف ایک ثبوت تھا جسے میں اپنے اکاؤنٹ کے ذریعےپوسٹ کرنے جارہا تھا، اس کے بعد ان کی پوزیشن کمزور ہونے کا خطرہ ہے۔''

آفیسرز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر بولے:

کیا آپ ہمیں وہ ویڈیو دکھا سکتے ہیں؟''

جی سر!'' یہ کہہ کر اس نے اپنا موبائل فون کھولا، چند لمحوں بعد ویڈیو اسکرین پر چل رہی

تھی۔

ویڈیو مکمل دیکھ لینے کے بعد ان تینوں نے سر اٹھایا، ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار واضح تھے، ان میں سے ایک آفیسر گہری سانس لیتے ہوئے بولا:

بچے تم کن چکروں میں پڑ گئے ہو؟ یہ سیاست کے کھیل بہت خطرناک ہوتے ہیں، جس میں انسان کے نزدیک پیسے اور اقتدار سے زیادہ کسی شے کی اہمیت نہیں ہوتی۔''

اس بات پر روحان نے سر جھکا لیا، جبریل نے اسے کتنا سمجھایا تھا لیکن وہ اس کھیل کو کھیلنے کے لئے بضد تھا، اب اس کھیل نے اس کے سب سے چہیتے دوست کو موت کی دہلیز پر لا کھڑا کیا تھا۔

ہم تمہاری رپورٹ درج کر رہے ہیں لیکن میرا ایک مشورہ ہے کہ یہ ویڈیو ڈیلیٹ کر دو......اس کا کوئی فائدہ نہیں ہونے والا، الٹا تمہاری جان کو خطرہ رہے گا، اس بار تو تمہاری خوش قسمتی تھی کہ تمہارے دوست نے تمہیں بچا لیا، اب تو وہ بے چارہ بھی تمہیں بچانے کے لئے نہیں آ سکے گا۔''

یہ کہہ کر وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے اور فائل ہاتھ میں پکڑے کوریڈور کے خارجی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

وہ جان چکا تھا کہ نعیم درانی جیسے شخص سے پولیس بھی پنگا نہیں لینا چاہتی ہے، وہ تو پھر ایک عام شہری تھا۔

☆☆☆☆☆

چار گھنٹے ہو گئے تھے اور وہ اب بھی آئی سی یو میں تھا، ڈاکٹرز کے مطابق اس کا خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا اور اس کا بلڈ گروپ کسی سے میچ نہیں کر رہا تھا، وقت ریت کی طرح ان کے ہاتھوں سے پھسل رہا تھا، وہ کتنے گھنٹوں سے یوں ہی دیوار کے ساتھ سر ٹکائے چھت کو

گھور رہا تھا، رات کے نو بجنے والے تھے، ان لوگوں نے جبریل کے والدین کو باسکٹ بال کے میچ کا بہانہ کر کے ٹالا ہوا تھا لیکن اب انہیں مزید ٹالنا مشکل ہو گیا تھا۔

مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں انہیں سچ بتا دینا چاہئے، چار گھنٹے ہو چکے ہیں اور ابھی تک اس کے مطابق خون نہیں مل سکا ہے۔'' احمد نے اس کے قریب آ کر کہا:

میں انہیں کیا کہوں؟ یہ کہ ان کا بیٹا میری بے وقوفیوں کی بدولت آئی سی یو میں ہے؟ اور میں اسے خون تک نہیں لا کر دے پا رہا ہوں؟'' وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا:

شہر یار دیوار کے ساتھ سر ٹکائے کھڑا تھا۔

ہم کیا کریں یار؟ سارے بڑے اسپتالوں میں پتہ کر لیا ہے، ابھی ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ دو بوتلیں خون ارینج ہو گیا ہے اور اسے ڈرپ چڑھا دی گئی ہے لیکن اس ڈرپ کے ختم ہونے سے پہلے باقی بوتلیں بھی ارینج کرنا ہوں گی۔''

احمد کی اس خبر پر اسے کچھ تسلی ہوئی لیکن پریشانی اب بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی تھی۔

میرے پاس ایک آئیڈیا ہے!'' یک دم شہر یار کی آواز نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

کیا؟'' ان دونوں نے بیک وقت پوچھا:

تم اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ سے پوسٹ کرو، یقیناً شہر بھر میں کوئی تو ہو گا جو جبریل کو بلڈ ڈونیٹ کر دے گا!''

شہر یار کا یہ آئیڈیا ان دونوں کو پسند آیا، اگلے ہی لمحے روحان نے اپنا موبائل فون اٹھایا اور تیزی سے ٹائپنگ کرنے لگا، سٹی ہاسپٹل کی لوکیشن اور بلڈ گروپ ڈال کر اس نے اپنے اکاؤنٹ سے شیئر کر دیا۔

ہو گیا، اللہ کرے کہ یہ کام کر جائے!''

آمین!'' ان دونوں نے زیر لب کہا اور کوریڈور کے دروازے کی طرف نگاہیں ٹکالیں۔

☆☆☆☆☆

وہ چاروں صبح ہی سے فائلوں کے درمیان سر جوڑے بیٹھے تھے، پوری بلڈنگ کو اس وقت سیل کر دیا گیا تھا، کافی دیر سے وائس پریذیڈنٹ سمیت تمام اہم عملہ بند دروازوں کے اس پار اہم ڈسکشن کر رہا تھا جس کے بارے میں فی الوقت کسی کو کچھ بھی علم نہیں تھا، دو پہر کے چار بج رہے تھے کہ یک دم انہیں ایمرجنسی الارم کی آواز سنائی دی، انہوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا، یہ الارم صرف اس وقت بجتا تھا جب پوری بلڈنگ کے اسٹاف کو الرٹ کرنا ہو۔

اسی کے ساتھ ٹیلی فون کی آواز گونجی، جیف نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا، دوسری طرف اسسٹنٹ کی جانب سے ضروری ہدایات دی گئیں جس پر اس نے سر ہلایا اور فون رکھ دیا۔

ہمیں تھرڈ فلور پر جمع ہونے کو کہا گیا ہے، جیمز واشنگٹن کوئی ضروری اعلان کرنے جا رہا ہے۔''

اپنا اپنا کام وہیں روک کر وہ تینوں اٹھے اور اپنے آفس سے باہر نکل کر لفٹ کی جانب بڑھ گئے۔

کیا بات ہوسکتی ہے، کوئی اندازہ ہے تمہیں؟'' گریس نے فکرمندی سے پوچھا:

بالکل اندازہ نہیں ہے! کوئی سنی سنائی خبر بھی مجھے اب تک موصول نہیں ہوئی۔'' جیف نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا:

ایک تو ان دفاعی اداروں کو سکون نہیں ہے، پنگے خود لیتے ہیں اور ریڑ ہماری لگا دیتے ہیں۔'' آرتھر تنک کر بولا جس پر وہ سب دھیمے سے مسکرا دیے۔

تھرڈ فلور آچکا تھا، وہ لفٹ سے باہر نکلے تو کوریڈور میں ایک ہجوم جمع تھا، تمام ڈی آئی سینئر اور جونیئر آفیسرز یہاں موجود تھے،اس کے علاوہ سیکیوریٹی عملہ بھی موجود تھا۔

گریس اس کے کان کے قریب آہستگی سے بولی:''کہیں انہیں ہمارے کسی ارادے کی بھنک تو نہیں پڑ گئی؟''

خدا نہ کرے، اچھا سوچو!'' یہ کہہ کر اس نے اپنے دل کی دھڑکن چیک کی جو تیز ہو چکی تھی،شاید اندر ہی اندر اسے بھی یہی خدشات ستا رہے تھے!

کچھ دیر یوں ہی چہ مگوئیوں میں گزر گئی، پھر جیمز واشنگٹن کی آواز اسپیکر میں ابھری جو کنٹرول روم سے مخاطب تھا۔

ڈی آئی کے تمام اسٹاف کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آج بہت اہم انکشاف ''IRGC'' کے سربراہان کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے،''IRGC'' تنظیم کے ڈائریکٹر محمد مرزا ثاقب کا کہنا ہے کہ امریکہ کے سب سے اہم ڈیفنس سافٹ ویئر کامبیٹ کو ہیک کروانے کے پیچھے انہی کا ہاتھ ہے،مرزا ثاقب کے ساتھیوں نے یہ ویڈیو اپنے اکاؤنٹ سے پوسٹ کی ہے جس پر آپ سب بھی ایک نظر ڈالیں۔''

وہاں لگے تمام ایل سی ڈیز میں ایک ویڈیو چلنے لگی جس میں آئی آر جی سی کا اعتراف اور اسے اپنے اس اقدام پر فخریہ کلمات کہتے ہوئے سنا جا سکتا تھا، ان چاروں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا!

دو منٹ کی اس ویڈیو کے بعد جیمز کی آواز اسپیکر پر دوبارہ گونجنا شروع ہوئی:

انہوں نے اپنے جاسوس کے ذریعے ہمارے دفاعی نظام کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے جس کا عملی ثبوت کامبیٹ کو ہیک کرنے کی صورت میں ہے، اس سب کے پیچھے جو وجوہات انہوں نے بتائیں وہ یہ ہیں کہ امریکی دفاعی سسٹم ہمارے دشمنوں کو سپورٹ کر رہا

ہے جس کی وجہ سے ہمارے کئی فوجی ہلاک ہوئے اور کئی بیسز تباہ ہوئی ہیں، سیریا میں موجود ''IRGC'' کی بیس تباہ کرنے کا الزام بھی انہوں نے ہمارے سر ڈالا ہے۔'' وہ ایک لمحے کو رکا پھر دوبارہ بولا:

امریکہ اب باضابطہ طور پر ''IRGC'' تنظیم کے ساتھ لڑنے جا رہا ہے اور اس وقت کی تازہ رپورٹ کے مطابق اس کی بیسز ایران کے علاوہ سیریا (شام)، عراق اور یمن میں موجود ہیں، جنہیں ہمیں تباہ کرنا ہے تاکہ ان علاقوں سے اس دہشت گرد تنظیم کا سفایا کیا جا سکے اور یہ آئندہ کسی بھی قدم کو اٹھانے سے پہلے سو بار سوچیں''۔

یک دم وہاں ایک شور سا برپا ہو گیا، لوگ آپس میں تبصرے کرنے اور فکرمندی کا اظہار کرتے دکھائی دینے لگے۔

یہ کیسے ممکن ہے؟ تمہیں یاد ہے جیف وہ قیدی؟ جس نے کہا تھا کہ یہ سافٹ ویئر امریکہ نے خود ہیک کروایا ہے؟''

گریس کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی، یہی حال ان تینوں کا بھی تھا۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا، کیا پتہ ڈیوڈ نے جھوٹ بولا ہو؟ بھلا امریکہ کیوں خود اپنا ہی سافٹ ویئر ہیک کروائے گا؟'' آرتھر کی بات پر مائیک بولا:

لیکن اسے جھوٹ بول کر کیا ملے گا؟''

ڈیوڈ اس وقت کہاں ہے؟'' جیف نے کچھ سوچتے ہوئے گریس سے پوچھا، جس پر وہ بولی:

جیل میں ہی ہے، اسے پانچ سال کی سزا سنائی گئی تھی۔''

کیا میں ایک بار پھر اس سے مل سکتا ہوں؟ پلیز!'' جیف نے گریس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا، وہ جانتا تھا کہ اس نے پہلی ملاقات بھی بے حد مشکل سے کروائی تھی لیکن اس

کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا، وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی:

میں کوشش کر کے دیکھتی ہوں۔‘‘

تم اس سے مل کر کیا کرو گے؟‘‘ آرتھر نے ناسمجھی سے پوچھا:

دوٹوک بات کروں گا۔‘‘ یہ کہہ کر وہ لفٹ کی جانب بڑھ گیا، معاملات ان کی سمجھ سے باہر ہوتے جارہے تھے، ہر پہیلی کے بعد ایک نئی پہیلی ان کے سامنے آ کھڑی ہوتی تھی، وہ ہر صورت پتہ لگانا چاہتا تھا کہ سی آئی اے اب شطرنج کا کون سا کھیل کھیلنے جارہی ہے؟

☆☆☆☆☆

اسے پوسٹ کئے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا، جبریل کی حالت وقت کے ساتھ ساتھ مزید بگڑ رہی تھی، اب ان کے پاس جبریل کے والدین کو اطلاع دینے کے سوا کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔

روحان! تم فون کرو اور انہیں تسلی بھی دو کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔‘‘ شہریار نے اپنا فون اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

وہ چند لمحے خالی نگاہوں سے فون کو تکتا رہا اور سوچتا رہا کہ وہ شخص کسی کو کیا تسلی دے سکتا ہے جسے خود تسلی کی شدید ضرورت ہو!

میں کیا کہوں ان سے کہ پچھلے پانچ گھنٹوں سے ان کا بیٹا خون کے انتظار میں اپنی آخری سانسیں گن رہا ہے؟‘‘ تکلیف سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ جبریل کی اس حالت کا ذمہ دار سراسر خود کو سمجھتا تھا۔

جواب میں وہ دونوں خاموش رہے، انہیں احساس ہو چکا تھا کہ روحان سے فون کروانا بالکل ٹھیک نہیں ہے، تسلی تو دور کی بات وہ تو شاید کچھ بول بھی نہ سکے!

تم رہنے دو، میں بات کرتا ہوں۔‘‘ شہریار نے اپنا فون اس کے ہاتھ سے واپس لیا اور کال ملانے کے لئے نمبر ڈائل کرنے لگا، یک دم انہیں ایک نرس تیزی سے اپنی طرف بڑھتی

دکھائی دی۔

یا اللہ خیر!“ احمد نے سیٹ سے کھڑے ہوتے ہوئے زیرِ لب کہا: نرس اب قریب آ چکی تھی اور پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان انہیں بتانے لگی:

سر آپ کے پیشنٹ کے لئے بلڈ مل گیا ہے، پلیز آپ ان پیپرز پر سائن کر دیں تا کہ ہم آپریشن شروع کر سکیں۔“

یہ سنتے ہی ایک سکون کا سانس ان تینوں نے بھرا، دم توڑتی امیدیں ایک بار پھر جاگ اٹھیں، روحان بے اختیار اپنی کرسی سے اٹھا اور بولا:

کیسے ملا بلڈ؟“

سر کچھ لڑکے آئے ہیں بلڈ ڈونیٹ کرنے! یہاں سے بائیں ہاتھ پر روم نمبر ۶ میں بیٹھے ہیں، آپ پلیز پیپرز پر سائن کر کے یہ رقم جمع کروا دیں۔“

نرس کے ہاتھ سے کاغذات لیتے ہوئے وہ فوراً اس کے ہمراہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ تمام فارمیلٹیز پوری کر کے لوٹا تو خون کا انتظام ہو چکا تھا اور جبریل کو آپریشن تھیٹر میں شفٹ کیا جا رہا تھا، اسے احمد اور شہریار کچھ لڑکوں کے پاس کھڑے نظر آئے، وہ تیزی سے ان کے نزدیک آیا اور سلام کرنے کے بعد ان سے ان کے نام پوچھے:

روحان بھائی! میرا نام شبیر اور یہ میرا دوست یونس ہے، ہم دونوں کا بلڈ گروپ سیم تھا اور ہم آپ کے دوست کی جان بچانا چاہتے ہیں۔“ وہ لڑکا اس سے بغل گیر ہوتے ہوئے تعارف کروا رہا تھا۔

روحان بھائی! میں آپ کا بہت بڑا فین ہوں، میرا نام شاہ زیب ہے اور میں پٹھان ہوں، میں آپ کی ہر ویڈیو دیکھتا ہوں، مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو مدد کی ضرورت ہے تو فوراً چلا آیا۔“ تیسرا لڑکا بھی آگے بڑھا اور اس سے مصافحہ کیا۔

نہ جانے کیوں اس لمحے اس کی آنکھیں بھیگ گئیں، کیا دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کسی سے بے لوث محبت کرتے ہیں اور بے لوث مدد کرنے کو تیار رہتے ہیں، شاید یہ دنیا انہی لوگوں کی بدولت اب تک قائم ہے۔‘‘

آپ تینوں کا بے حد شکریہ! میں یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گا۔‘‘ وہ آواز کی لرزش پر قابو پاتے ہوئے بولا:

احسان تو آپ کا پورے پاکستان پر ہے، آج تک کسی بھی نوجوان میں اتنی ہمت پیدا نہیں ہوسکی کہ وہ ان مافیاز کے خلاف آواز اٹھائے، آپ نے تو ہزاروں لوگوں کی آنکھیں کھول دیں۔‘‘

اس وقت اسے اپنے استاد کا ایک جملہ یاد آیا کہ نیکی کبھی رائیگاں نہیں جاتی، اس وقت آپ کو پھل ملے یا نہ ملے لیکن وہ نیکی برے حالات میں ڈھال بن کر ضرور کھڑی ہوتی ہے، جس وقت آپ کو کہیں سے بھی مدد کی کوئی امید نہ ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ برسوں پہلے کی گئی ایک چھوٹی سی نیکی کو بھی اس مشکل سے نجات کا سبب بنا دیتا ہے اور بے شک انسان بھول جاتا ہے لیکن خدا نہیں بھولتا!

آپریشن شروع ہو چکا تھا اور انہیں پورا یقین تھا کہ جبریل اب جلد ٹھیک ہو جائے گا، بالآخر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ جبریل کے والدین کو اب تمام صورت حال سے آگاہ کر دے، یہ سوچ کر اس نے جیب سے موبائل نکالا اور اسپتال کے ویٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆

رات کو آٹھ بجے آفس سے فارغ ہو کر وہ گھر جانے کے لئے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھا، تھکن سے اس کے کندھے شدید درد کر رہے تھے، آج سارا دن ہائی الرٹ رہا تھا اور کل سے نیوی، آرمی اور فضائیہ کو ڈیوٹیوں پر تعینات کر دیا جانا تھا، یہ بارڈر کی جنگ نہیں تھی، یہ تو

میزائل اور فضائی حملوں کی جنگ تھیں جس میں نشانہ ایک دوسرے کے فوجی اڈوں کو بنایا جانے والا تھا، ملک بھر میں سیکیوریٹی سخت تھی، واشنگٹن پولیس کو ہر جگہ تعینات دیکھا جاسکتا تھا۔

ڈی آئی، سی آئی اے اور این ایس اے جیسی بلڈنگ کو ریڈ زون ایریا قرار دے کر یہاں کسی بھی شخص کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا تھا،سوائے اسٹاف ممبرز اور آفیسرز کے کوئی بھی ان بلڈنگوں کے پاس نہیں بھٹک سکتا تھا، ایران اور امریکہ کے درمیان 1979ء میں ''Ayatollah Khomeini'' کے ذریعے آنے والے اسلامی انقلاب کے بعد سے کولڈ وار چلتی آرہی تھی، اس جنگ کے پس پشت سیاسی، مذہبی اور جغرافیائی کے علاوہ دیگر مقاصد بھی تھے، ہمیشہ سے ہی ایران کی تنظیم ''IRGC'' کو دہشت گرد سمجھ کر امریکہ ان کی ملٹری بیسز پر حملے کرواتا رہا تھا، یہ پہلی بار تھا کہ ان دونوں ممالک کے درمیان اسی تنظیم کی بدولت باضابطہ جنگ ہونے جارہی تھی لیکن جیسا کہ ایڈن جیمز نے کہا تھا کہ جنگوں کے پیچھے وجوہات صرف وہی نہیں ہوتیں جو ہمیں بتائی جارہی ہوتی ہیں بلکہ ملک کے کھرب پتی Giant کے کئی خفیہ مفادات چھپے ہوتے ہیں جن میں سے ایک بڑا مقصد اسلحہ کی فروخت ہے، اسے اب بھی یقین نہیں آتا تھا کہ جو اسلحہ انسانی جانوں کی حفاظت کے لئے بنایا جاتا رہا ہے وہ کیسے چند پیسوں کے عوض انسانوں کی نسل کشی میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟ دوسری طرف اسے آئی آر جی سی کے اس جھوٹے اعتراف کی وجہ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی، کیا وہ بھی امریکہ سے جنگ شروع کرنا چاہتے ہیں؟ لیکن کیوں؟

یہ سب کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کے نزدیک پہنچا، یک دم اسے مارتھا کا خیال آیا، اس وقت اسے اس کی مدد کی شدید ضرورت تھی لیکن وہ نہ جانے کہاں غائب تھی؟ ایک بار پھر اس نے جیب سے موبائل نکال کر مارتھا کا نمبر ڈائل کیا، دوسری طرف سے آپریٹر کی

آواز گونجنے لگی:

''آپ کا ملایا گیا نمبر فی الوقت بند ہے، اگر آپ ان کے لئے کوئی پیغام چھوڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں بتایئے''۔

اس نے اپنی کنپٹی سہلاتے ہوئے فون کان سے ہٹالیا اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر بیٹھ گیا، نہ جانے وہ کہاں تھی اور کس حال میں تھی؟

☆☆☆☆☆

جبریل کے والدین اسپتال پہنچ چکے تھے، حیدر صاحب بھی انہی کے ہمراہ تھے، وہ تینوں روحان کی طرف بڑھے، فرزانہ آنٹی کی آنکھیں رو رو کے سرخ ہو چکی تھیں۔

میرا بیٹا کہاں ہے؟'' روحان کے قریب آتے ہوئے انہوں نے بے چینی سے پوچھا:

جبریل آپریشن تھیٹر میں ہے، آپ پریشان مت ہوں، اس کے لئے دعا کریں کہ وہ جلد صحت یاب ہو جائے۔'' انہیں تسلی دیتے ہوئے اس نے کرسی پر بٹھایا، ایک بار پھر آنسوؤں کی لڑی ان کی آنکھوں سے نیچے پھسلنے لگی۔

بیٹا یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ کون تھے وہ اور انہوں نے جبریل کو گولی کیوں ماری؟''

ابو جان کے اس سوال پر اس نے ایک گہری سانس لی پھر تمام صورت حال ان کے گوشِ گزار کر دی، صرف ویڈیو والی بات چھپالی تھی، بہتر تھا کہ اس بات کا ذکر اب کسی سے نہ کیا جاتا، وہ مزید کسی کے لئے مشکلات نہیں کھڑی کرنا چاہتا تھا۔

وہ سب آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھے ایک ایک لمحہ بے صبری سے گزار رہے تھے، فرزانہ آنٹی تسبیح ہاتھ میں لئے خاموش آنسو بہا رہی تھیں، ماضی ان کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چلنے لگا، جبریل ان کی اکلوتی اولاد تھا جسے انہوں نے بہت ناز سے پالا تھا، ان کا چھوٹا بیٹا دو سال کی عمر میں ہی فوت ہو گیا تھا، اس صدمے کے بعد سے انہوں نے جبریل کا مزید

خیال رکھنا شروع کر دیا تھا اور اسے اپنی ہتھیلی کا چھالا بنالیا تھا، اس کے منہ سے نکلی ہر بات ان کے لئے حرف آخر تھی، یہی وجہ تھی کہ وہ آہستہ آہستہ باغی ہوتا گیا اور اپنے لڑکپن میں آکر شدید لاڈ پیار کی بدولت غلط کاموں میں پڑ گیا، ایک وقت ایسا آیا کہ وہ دونوں اس سے شدید تنگ ہو چکے تھے اور تمام لاڈ پیار کو ایک طرف رکھ کر انہوں نے جبریل پر ہر چیز پر پابندی لگانا شروع کر دی، یہ پہلی بار تھا کہ انہوں نے جبریل کو کسی چیز سے روکا تھا، یہ کرتے ہوئے ان کا اپنا دل بھی دکھتا تھا لیکن انہیں احساس ہو گیا تھا کہ اولاد نادان ہوتی ہے، یہ ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اعتدال سے چلتے ہوئے ان کی پرورش کریں، چاہے وہ کتنی ہی عزیز کیوں نہ ہو؟

ماہی سے رشتہ ختم ہو جانے کے بعد وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا، انہیں محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ پہلے کی نسبت بہت خاموش ہو گیا ہے اور آہستہ آہستہ بدل رہا ہے، اس بدلاؤ کی وجہ وہ ماہی کے غم کو سمجھتے رہے جو اسے اب پہلے کی طرح ہنسنے اور جینے نہیں دیتا تھا، انہیں لگ رہا تھا کہ جبریل اپنے کئے پر شرمندہ ہے لیکن حقیقت کچھ اور تھی جس سے وہ واقف نہیں تھے، یہ روحان کی دوستی تھی جس نے جبریل کو بدل دیا تھا، آج سے چھ ماہ پہلے والے جبریل اور اس وقت آپریشن تھیٹر میں زندگی کی جنگ لڑتے جبریل میں زمین آسمان کا فرق تھا! اس کی سوچ، اس کا نظریہ اور زندگی کو دیکھنے کا زاویہ سب کچھ بدل گیا تھا۔

دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آیا، وہ سب بے چینی سے اس کی طرف لپکے۔

ڈاکٹر صاحب میرا بچہ ٹھیک ہو گیا؟'' فرزانہ اور ازلان نے امید بھرے لہجے میں پوچھا:

ہم ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے، آپریشن ہو گیا ہے اور گولی نکال لی گئی ہے لیکن خون کے وقت

پر دستیاب نہ ہونے کے باعث ان کی جان کو ابھی بھی خطرہ ہے، یہ چوبیس گھنٹے بہت اہم ہیں اور اس میں صرف دعائیں ہی کام آسکتی ہیں۔''

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے، وہ سب ایک بار پھر مایوس کن انداز میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور آنکھیں موند کر سر دیوار سے ٹکا لیا۔

☆☆☆☆☆

اگلی صبح وہ ایمرجنسی کال سے بیدار ہوا تھا، صبح کے سات بج رہے تھے کہ اسے سی آئی اے ڈائریکٹر ولیم کنگ کی طرف سے کال موصول ہوئی، نام پڑھتے ہی وہ بری طرح چونکا پھر فون کان سے لگا لیا۔

دوسری طرف سے ولیم کنگ نے اس سے کامبیٹ کی فائل کا مطالبہ کیا تھا، ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے اس نے کچھ ہی دیر میں فائل میل کرنے کی حامی بھری اور تیزی سے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا، صد شکر کہ وہ جیسا سوچ رہا تھا ویسا کچھ بھی نہیں تھا اور یہ ایک عام فون کال تھی۔ شاید اب وہ بھی گریس کی طرح خدشات کا شکار رہنے لگا تھا، یہ تمام باتیں سوچتے ہوئے وہ تیار ہوا اور ناشتہ کر کے آفس کے لئے نکل کھڑا ہوا، آج اس نے ڈیوڈ سے بھی ملاقات کرنا تھی، کل رات گریس نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ ملاقات کے تمام انتظامات کر چکی ہے، وہ جانتا تھا کہ اب کی بار اس نے ڈیوڈ کے منہ سے سچائی کیسے اگلوانی ہے؟

آفس پہنچ کر اس نے کنگ ولیم کو کامبیٹ کی سورس فائل اور باقی ضروری معلومات فراہم کیں، تب تک گریس آ چکی تھی، آفس میں اس وقت ان دونوں کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا، یہ ٹرپ سے آنے کے بعد پہلی بار تھا کہ انہیں تنہائی میں ایک دوسرے سے بات کرنے کا موقع ملا تھا۔

کتنے بجے ملاقات متوقع ہے؟''اس نے مصروف سے انداز میں پوچھا:

چار بجے!'' گریس نے مختصراً کہا اور اب اس کے کمپیوٹر کے قریب آ کر کھڑی ہوگئی، اس کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے وہ پیچھے مڑا اور پوچھا:

تمہیں کچھ چاہیے؟''

ہاں، تمہارا وقت!'' اس کے لہجے میں شکوہ ظاہر تھا، جیف نے گہری سانس بھری اور بولا:

میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے خفا ہو، ہم جب سے واپس آئے ہیں مجھے فرصت ہی نہیں مل رہی کہ تم سے کوئی بات کرسکوں، میں اس وقت شدید الجھا ہوا ہوں اور میرا ذہن کچھ اور سوچنے کے قابل نہیں ہے۔''

اس بات پر اس نے ہلکا سا سر ہلایا اور وہاں سے ہٹ گئی، وہ جانتا تھا کہ گریس ابھی بھی خفا ہے لیکن اسے یقین تھا کہ جیسے ہی یہ معاملات نمٹیں گے وہ اسے منا لے گا، دروازہ کھلا اور آرتھر اندر داخل ہوا، وہ دونوں مزید کوئی بات کئے بغیر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے۔

شام چار بجے کے قریب وہ آفس سے نکلا اور لفٹ کی مدد سے انڈر گراؤنڈ پہنچا جہاں گریس نے ایک بار پھر اپنے تعلقات استعمال کرکے ''NVR'' کے ذریعے وقتی طور پر تمام کیمروں کو بند کروادیا تھا۔

وہ اب اس سیل نما کمرے میں موجود تھا جہاں ڈیوڈ سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی، ڈی آئی نے انویسٹی گیشن کرنے کے بعد اسے پانچ سال کے لئے جیل بھجوادیا تھا لیکن اب ایران سے باضابطہ جنگ چھڑنے کے بعد ڈیوڈ کو دوبارہ انویسٹی گیشن کے سلسلے میں ڈی آئی لایا گیا تھا، یہ سب کچھ اسی ڈرامے کا حصہ تھا جو سی آئی اے کھیلنے جارہی تھی۔

ڈیوڈ اسے ایک بار پھر اپنے سامنے دیکھ کر ذرا بھی نہیں چونکا، اس نے سر کو ہلکا سا خم

دیتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور نگاہیں ڈیوڈ کے چہرے پر ہی جمائے رکھیں۔

میں جانتا تھا کہ تم مجھ سے ملاقات کے لئے ضرور آؤ گے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم مجھ سے کیا پوچھنے والے ہو؟'' ڈیوڈ کے چہرے پر پھیلا سکون دیکھ کر وہ کافی حیران تھا۔ جو شخص کئی ماہ سے جیل میں بند ہو، اس کے چہرے پر سکون تو قطعاً نہیں ہوسکتا تھا، یہ وہ بھی جانتا تھا کہ یہاں قیدیوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے؟

اچھا کیسا سوال؟'' اس نے ڈیوڈ کو بولنے کا مزید موقع دیا۔

یہی کہ میں نے تم سے جھوٹ بولا تھا کہ امریکہ نے کامبیٹ کو خود ہیک کروایا ہے تا کہ وہ ایک جنگ چھیڑ سکیں۔''

اگر کوئی عام حالات ہوتے تو وہ اسے جھوٹ ہی قرار دیتا لیکن اس شطرنج کے کھیل میں وہ اتنا تو جان ہی گیا تھا کہ چیزیں ویسی نہیں ہوتی جیسی دکھائی دیتی ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ کامبیٹ کو ہمارے دفاعی ادارے ہی ہیک کروا سکتے ہیں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ تم سچ بول رہے ہو، دنیا دیکھی ہے، انسانوں کا تجربہ ہے مجھے!'' جیف کی بات پر وہ چونکا!

پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟''

جیف نے ایک گہری سانس بھری اور بولا:

میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ''IRGC'' کے لیڈر نے جھوٹا اعتراف کیوں کیا؟ ہم دونوں اچھی طرح جانتے ہیں کہ کامبیٹ جیسا سسٹم ایک معمولی تنظیم کے ہاتھوں ہیک نہیں ہوسکتا ہے اور ''IRGC'' کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں ہے، پھر کیوں انہوں نے جھوٹا اعتراف کر کے اتنی بڑی جنگ میں ہاتھ ڈالا ہے؟ اس سے انہیں کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے؟''

وہ الجھن کا شکار دکھائی دے رہا تھا، ڈیوڈ نے ایک نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی پھر بولا:
کیونکہ یہ تنظیمیں درحقیقت امریکہ کے اشارے پر کام کرتی ہے، نہ صرف یہ بلکہ "ISIS" جیسی نامور تنظیمیں بھی ہمارے اشاروں پر ناچتی ہیں۔"

یہ انکشاف اس کے لئے بالکل نیا تھا، اس نے حیرت سے ڈیوڈ کے پرسکون چہرے کی طرف دیکھا اور بولا:

ایسا ممکن ہی نہیں، یہ تنظیمیں امریکہ کی کھلی دشمن ہیں، ہم ایک دوسرے کے فوجی اڈے تباہ کرتے ہیں، بارڈر پر تعینات فوجیوں کو مارتے ہیں، امریکہ ان کے خلاف دوسرے ممالک کو اسلحہ فراہم کرتا رہا ہے اور ہمارا دشمن روس ان تنظیموں کو اسلحہ فراہم کرتا ہے، پوری دنیا جانتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کے کھلے دشمن ہیں۔"

ڈیوڈ زوردار قہقہہ لگا کر ہنسا، جیف کو اس کی دماغی حالت کچھ ٹھیک محسوس نہیں ہو رہی تھی ، کچھ دیر بعد وہ بولا:

مجھے لگا تھا کہ آپ سمجھدار ہیں اور میری بات کو فوراً سمجھ جائیں گے لیکن آپ کو ابھی مزید تحقیق کروانے کی ضرورت ہے کہ کون کس کا دشمن ہے؟ یہ بہت بڑا کھیل ہے جو برسوں سے کھیلا جا رہا ہے۔" ڈیوڈ کی بات اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی، اس نے سوالیہ نگاہوں سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں اب مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔

میں آپ کا نام نہیں جانتا لیکن مسٹر! مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ یہاں موجود باقی تمام آفیسرز کی طرح پتھر دل نہیں ہیں، میں صرف اور صرف اپنی فیملی کی خاطر اس ڈرامے کا حصہ بننے پر مجبور ہوں ورنہ ان کی اوقات دو کوڑی کی کر کے پوری دنیا کے سامنے رکھ دیتا، یہ تمام تنظیمیں سی آئی اے نے بنائی ہیں جس کا مقصد انتشار پیدا کرنا اور اپنے مفادات کے مطابق انہیں استعمال کرنا ہے، یہ بات میں نہیں کہہ رہا بلکہ خود ان کے کئی افسر ایسے انکشافات کر چکے

ہیں، امریکہ شروع سے ہی براہ راست یا بالواسطہ طور پر کسی نہ کسی جنگ میں شریک رہا ہے، اس وقت بھی وہ ''IRGC'' کی ملٹری بیسز کا بہانہ کر کے ایران، یمن، سیریا اور عراق پر حملے کرنا چاہتا ہے، ان حملوں کے پیچھے بہت سارے مفادات چھپے ہوتے ہیں جنہیں آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔''

وہ خاموش ہوا اور غیر اختیاری طور پر کیمروں کی طرف دیکھا جو ابھی بھی بند تھے۔

اور تم اس کھیل کا حصہ کیسے بنے؟''

ایک گہری سانس لے کر اس نے چھت کی طرف گھورتے ہوئے کہا:

میں ڈی آئی کے لئے کام کرتا تھا، پھر ان لوگوں نے میرے خلاف ایک جال بنا اور مجھے ایک قتل کیس میں پھنسا دیا، اس قتل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں تھا لیکن ریکارڈنگ اس طرح سے کی گئی جس سے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے میں ہی اصل مجرم ہوں۔''

وہ سانس لینے کو رکا، پھر دوبارہ گویا ہوا:

اس ریکارڈنگ کے ذریعے انہوں نے مجھے بلیک میل کیا، پھر میرے بیوی بچوں کے نام پر مجھے ڈرانے دھمکانے لگے اور بالآخر میری فیملی کے محفوظ مستقبل اور بے شمار ڈالرز کے بدلے یہ سودا کیا۔''۔

وہ حیرت سے ڈیوڈ کا چہرہ تک رہا تھا!

تو کیا تم پانچ سال تک جعلی کیس میں اندر رہو گے؟''

نہیں! لیکن کم از کم چھ، آٹھ ماہ تک، ایک بار معاملہ ٹھنڈا ہو جائے پھر یہ لوگ مجھے چھوڑ دیں گے اور یہاں سے کہیں دور چلے جانے کو کہیں گے، اگر ایسا نہ بھی ہوا تب بھی انہوں نے میری فیملی کو بہت زیادہ پیسہ دیا ہے جس کی بدولت وہ میرے بغیر بھی کئی سال تک سکون کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔'' اسے پہلی بار ڈیوڈ کے لہجے میں دکھ اور افسردگی محسوس ہوئی۔

تو کیا تمہاری بیوی اور بچے اس بات پر مطمئن ہیں؟ ؟'' اس سوال پر ڈیوڈ نے اپنی نظریں اٹھائیں اور جیف کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں اور چہرے کے تاثرات سے جواب واضح تھا، شاید کچھ چیزوں کا اعتراف زبان سے کرنا زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

وہاں سے لوٹتے ہوئے اس کے دل میں ان دفاعی اداروں کے لئے نفرت مزید بڑھ چکی تھی جو یہ سمجھتے تھے کہ پیسے سے پوری دنیا خریدی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆

آپریشن کو دس گھنٹے بیت چکے تھے اور جبریل اب تک بے ہوش تھا، وقت کے ساتھ ساتھ ان کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا، روحان نے شہریار اور احمد کو زبردستی آرام کرنے کے لئے گھر بھجوادیا تھا جس پر وہ لوگ قطعاً راضی نہیں تھے لیکن اس کے مسلسل اصرار کرنے پر بالآخر صبح واپس آنے کا کہہ کر گھر چلے گئے تھے، البتہ وہ ساری رات ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سویا تھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اور جبریل دو جسم اور ایک جان ہوں، گولی جبریل کو لگی تھی اور درد اسے ہو رہا تھا، بے ہوش جبریل تھا اور نیندیں اس کی اڑ چکی تھیں، جو قلبی تعلق اس کا جبریل کے ساتھ تھا وہ شاید ہی کسی کا اپنے سگے بھائی کے ساتھ ہوسکتا تھا، یہی وجہ تھی کہ جبریل کو کھو دینے کا خیال ہی اس کے لئے جان لیوا تھا۔

فجر کی اذانوں کا وقت قریب تھا، وہ دکھتے سر اور تھکے جسم کے ساتھ اسپتال کے اندر بنی اس چھوٹی سی مسجد میں داخل ہوا، کھلے آسمان کے نیچے وضو خانہ بنا ہوا تھا، منڈیر پر بیٹھتے ہوئے اس نے منہ پر پانی کے چھپاکے مارے، ہاتھ اور پیر دھونے کے بعد قریب بچھی چٹائی پر آکر کھڑا ہوگیا، دو رکعات صلوٰۃ الحاجت کی نیت باندھ کر اس نے اللہ اکبر کہا، الفاتحہ پڑھنے کے بعد وہ سورت پر پہنچا تو اس کی زبان سے خود بخود ہی سورۃ الضحٰی کی تلاوت جاری ہوگئی:

والضّحیٰ

چاشت کے وقت کی قسم

والّیل اذا سجیٰ

اور رات کی جب وہ چھا جائے

ما ودّعک ربّک وما قلیٰ

تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا اور نہ ہی تم سے ناراض ہوا ہے۔

یہ پڑھتے ہوئے اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے، سورۃ الضحیٰ کی تشریح سر یحییٰ نے انہیں پانچویں سیمسٹر میں پڑھائی تھی، جب بھی وہ اپنی زندگی کے کسی مشکل دور سے گزر رہا ہوتا تو اس کی تلاوت شروع کر دیتا، اس سورت میں ایک الگ ہی سکون اور راحت تھی جس کے بعد وہ تکلیف اپنے آپ ہی ختم ہو جایا کرتی تھی، آج وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی تکلیف کا شکار تھا، ایسے میں سورۃ الضحیٰ اس کی زخمی روح کو سکون فراہم کر رہی تھی، اس نے آگے پڑھنا شروع کیا:

وللآخرۃ خیر لک من الاولی

اور بے شک تمہارے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔

ولسوف یعطیک ربّک فترضیٰ

اور یقینن عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا پس تم راضی ہو جاؤ گے۔

اس نے اس آیت کو کئی مرتبہ پڑھا، آنسوؤں کی رفتار میں مزید اضافہ ہو چکا تھا، اسے اس وقت جبریل چاہئے تھا، اپنا جگری دوست! جس کے بغیر اس کی زندگی کا تصور بھی محال تھا، وہ جبریل کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑنے کو تیار تھا، اگر جبریل کو کچھ ہو گیا تو شاید وہ خود کو کبھی بھی معاف نہ کر سکے!

الم یجدک یتیماً فاٰوی

کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا اور پھر ٹھکانہ فراہم کیا

و وجدک ضآلاً فھدیٰ

اور اس نے تمہیں بھٹکا ہوا پایا تو رہنمائی کی

و وجدک عآئلاً فاغنیٰ

اور اس نے تمہیں حاجت مند پایا تو غنی کر دیا

سر یحییٰ کی آواز اسے اپنے عقب سے آتی سنائی دی: ''بچو! ان تین آیتوں میں اللہ تعالیٰ انسان کو دی جانے والی نعمتوں کی نشاندہی کر رہا ہے تاکہ وہ شدید غم میں بھی یہ نہ بھولے کہ وہی تھا جس نے اب تک اسے ہر تکلیف سے نجات دی تو اب بھلا وہ کیسے اسے اس تکلیف میں تنہا چھوڑے گا؟ ہمیں اپنا ہر نیا غم پچھلے سے بڑا معلوم ہوتا ہے لیکن جب وہ گزر جاتا ہے تو اس کا دکھ بھی ختم ہو جاتا ہے، پھر ہم صرف تکلیف کو ہی نہیں بلکہ اللہ کے احسان کو بھی بھول جاتے ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ اسی غفلت کی طرف دھیان دلوا رہے ہیں کہ جیسے پچھلے غم میں تمہیں اس نے نجات عطا کی تھی ویسے ہی اس غم میں بھی اللہ ہی ہے جو تمہیں نجات عطا کرے گا۔

اس نے اگلی آیت پڑھنے کے لئے لب کھولے:

فامّا الیتیم فلا تقھر

تو کسی بھی صورت یتیم پر سختی نہ کر

و امّا السّآئل فلا تنھر

اور کسی بھی صورت مانگنے والے کو نہ جھڑکو

و امّا بنعمة ربک فحدّث

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرتے رہو۔

بے شک ہمیں ہر مشکل سے اللہ کی ذات ہی ہے جو نجات عطا کر سکتی ہے، آزمائشیں تو مومن کے ایمان کو جانچنے کے لئے آتی ہیں اور کوئی بھی آزمائش ہماری برداشت سے زیادہ سخت نہیں ہو سکتی، رکوع میں جاتے ہوئے اس کے ذہن میں یہ آیت گھومنے لگی:

لا یکلّف اللّٰہ نفساً الا وسعھا

اور اللہ کسی بھی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

سجدے سے اٹھتے وقت اسے اپنا آپ ہلکا پھلکا محسوس ہو رہا تھا، نماز ختم کرنے کے بعد اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دئے:

''یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس میں میرا ذاتی کوئی مفاد نہیں تھا، میں جو کر رہا تھا وہ تیرے بندوں کے لئے کر رہا تھا، میں نے تجھ سے ساری زندگی یہی مانگا کہ تو مجھے اس امت کی اصلاح کا ذریعہ بنا، جب تو نے مجھے وہ ذریعہ عطا کیا تو میں نے اس ذمہ داری کو مکمل طور پر نبھانے کی کوشش کی لیکن اب یہ میرے بس سے باہر ہے، کچھ شیطان صفت لوگوں نے میری زندگی میں وہ رکاوٹیں ڈالنا شروع کر دی ہیں جنہیں برداشت کرنا میرے لئے ممکن نہیں، میں بدلے میں کچھ نہیں چاہتا، سوائے اپنے دوست کی خیریت کے! تو مجھے میرا دوست لوٹا دے اور جو کچھ میں نے خالص تیرے اور تیرے بندوں کے لئے کیا ہے اسے مجھ سے قبول فرما لے۔''

اللہ اکبر، اللہ اکبر!

فجر کی آذانیں چاروں طرف گونجنے لگی تھیں، اس نے اپنی آنکھیں بند کیں اور خاموشی سے اذان سننے لگا، ہر چیز اس ذات برحق کے سپرد کر کے وہ اپنے آپ کو بوجھ سے آزاد کر چکا تھا کیونکہ اسے اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ تھا کہ وہ اپنے بندوں کو کبھی برداشت سے زیادہ

نہیں آزماتا۔

☆☆☆☆☆

کیا تمہیں ڈیوڈ کی باتوں پر یقین ہے؟'' گریس راکنگ چیئر پر جھولتے ہوئے حیرت سے پوچھ رہی تھی:

ہوسکتا ہے کہ وہ تمہیں کہانیاں سنا رہا ہو اور حقیقت کچھ اور ہو!'' مائیک نے بھی اس کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا:

وہ انسان جو پچھلے دو ماہ سے قیدِ تنہائی کا شکار ہو وہ کم از کم کہانیاں تو نہیں سنا سکتا ہے، البتہ میں اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین نہیں کر رہا بلکہ ہم اپنے طریقے سے اس بات کی تصدیق کروائیں گے۔'' جیف کی بات پر ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف سوالیہ نگاہوں سے دیکھا اور پوچھا:

وہ کیسے؟''

کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو؟ جاسوسی کی فیلڈ میں کوئی نئے تھوڑی ہو، اب تو کئی ماہ کا تجربہ ہو چکا ہے۔'' اس بات پر ان تینوں کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

جیف نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا:

جیسا کہ ڈیوڈ نے کہا کہ'' ISIS اور IRGC'' جیسی تنظیمیں بھی سی آئی اے کی بنائی ہوئی ہیں تو ہمیں اس بات کا ثبوت ڈھونڈنا ہوگا۔''

گریس کی آنکھیں سکڑیں اور اس نے ایک بار پھر حیرت سے پوچھا:

یہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا؟''

جواباً جیف نے تاسف بھری نگاہ اس پر ڈالی جیسے وہ سارے پچھلے اسباق بھول چکی ہو، پھر بولا:

ہمیں سی آئی اے خود تو آ کر رپورٹ نہیں پیش کرے گی، اپنے طریقے سے پتہ لگانا ہوگا، مجھے یقین ہے کہ جیسے ہم نے کہانی کے باقی پزلز جوڑے ہیں ویسے یہ بھی جوڑ لیں گے۔''

جیف کے لہجے کا اعتماد دیکھتے ہوئے انہیں بھی کچھ حوصلہ ہوا، یک دم مائیک کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا:

اس معاملے میں بھی میں اپنے دوستوں کی مدد لے سکتا ہوں۔''

جیف نے فخریہ انداز میں اپنے دوست کی طرف دیکھا اور بولا:

یہ ہوئی نا بات!''

میرے پاس ایک پلین ہے!'' مائیک نے اگلے ہی لمحے اپنا پلین ان تینوں کے گوش گزار کر دیا، اسے سننے کے بعد جیف کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی۔

☆☆☆☆☆

شہریار اور احمد صبح ہوتے ہی ہاسپٹل واپس آ چکے تھے، رات انہوں نے باقی تمام دوستوں کو بھی اطلاع کر دی تھی لیکن اسپتال کے قوانین کے مطابق وہ فی الوقت جبریل کو دیکھنے نہیں آ سکتے تھے، سوائے دعا کرنے کے وہ لوگ اس وقت اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

روحان کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا کہ شہریار نے اس کے قریب آ کر آہستگی سے ہلایا اور بولا:

روحان! اب تم تھوڑی دیر گھر چلے جاؤ پلیز! کیا شام تک یوں ہی بیٹھے رہو گے؟''

اس نے ایک لمحے کو اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا:

جبریل کے لئے مجھے ساری زندگی بھی یوں بیٹھنا پڑے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔''

پھر دوبارہ آنکھیں موند کر سر کرسی کی پشت سے ٹکا لیا۔

شہر یار اس کے جواب پر سر جھٹک کر مسکرا دیا، کیا کمال کی دوستی تھی ان دونوں کے درمیان، وہ بھی ایسے دور میں جہاں وفا ایک دقیانوسی سا لفظ معلوم ہوتا ہے!

کچھ دیر یوں ہی گزر گئی اور وہ کوریڈور میں بیٹھے رہے، یک دم آئی سی یو کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر ان کے قریب آیا، وہ سب چونک کر کھڑے ہو گئے......فرزانہ آنٹی بھی ان کے ساتھ بے چینی سے کھڑی ہو گئیں اور پوچھا:

کیسا ہے میرا بچہ ڈاکٹر صاحب؟''

یا اللہ پلیز! پلیز مجھے اور مت آزمایئے گا!'' روحان نے سختی سے اپنی آنکھیں میچتے ہوئے دعا کی:

جبریل اب خطرے سے باہر ہے، اسے ہوش آ گیا ہے لیکن ابھی ہم انہیں چوبیس گھنٹے کی مکمل آبزرویشن میں رکھیں گے۔''

کیا ہم اس سے مل سکتے ہیں؟'' فرزانہ آنٹی نے شکر ادا کرنے کے بعد پوچھا:

ابھی نہیں! کچھ دیر بعد ہم خود آپ لوگوں کو بلائیں گے۔'' یہ کہہ کر وہ آگے بڑھ گئے، شہر یار اور احمد نے روحان کو گلے لگا لیا۔

میں شکرانے کے نفل پڑھ کر آتا ہوں'' یہ کہہ کر ازلان انکل نے مسجد کا رخ کر لیا۔

چل اب تو بھی گھر جا کر فریش ہو جا، یہ لوگ تین، چار گھنٹے سے پہلے ملنے نہیں دیں گے، جیسے ہی اجازت ملے گی میں تمہیں فون کر دوں گا۔''

احمد کی بات پر اس نے سر ہلایا اور گھر جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، تھکن سے اس کا بدن چور چور ہو رہا تھا لیکن اسے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں تھی، وہ تو اس لمحے ہی سکون میں آ گیا تھا جب جبریل موت کے منہ سے دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آیا تھا۔

☆☆☆☆☆

آج ہفتے کا دن تھا اور اسے گریس کے ڈیڈ سے ملنے اس کے گھر جانا تھا، پہلے کی نسبت آج وہ فارمل سا تیار ہوا تھا، ویسے بھی جو مقصد تھا وہ تو حاصل ہو چکا تھا، اب وہ جو بھی پہنتا ،قابلِ قبول ہی تھا۔

یہ سوچ کر اس نے پیچ کلر کی پینٹ کے ساتھ رائل بلیو شرٹ پہنی ،آستین کے بٹن بند کرتے ہوئے اس نے پاؤں میں جاگرز پہنے اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے باہر نکل گیا، یہ دوسری بار تھا کہ وہ وقت پر گریس کے گھر پہنچ رہا تھا، اس غیر معمولی بدلاؤ پر وہ خود بھی حیران تھا۔

ڈور بیل کی آواز پر گریس نے دروازہ کھولا، ہمیشہ کی طرح کھلے ٹراؤزر کے اوپر ڈھیلی سی ٹی شرٹ پہنے اس نے بالوں کو جوڑے میں مقید کر رکھا تھا، وہ آفس والے ٹپ ٹاپ حلئے سے بالکل مختلف دکھائی دے رہی تھی ،جیف کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر اس نے ابرو اچکائے اور پوچھا:

آج میرے گھر کا راستہ کیسے بھٹک گئے جیف صاحب؟“

ڈیڈ سے ملنے آیا ہوں،آ گئے ہیں وہ؟“ اسے جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہوئے وہ گھر کے اندر داخل ہو گیا،گریس نے دروازہ بند کیا اور حیرت سے پوچھا:

تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ڈیڈ آئے ہیں؟“

کیونکہ اب وہ صرف تمہارے ڈیڈ نہیں ہیں، میرے بھی ہیں اور ہمارے ایک دوسر ے کے ساتھ کافی اچھے تعلقات ہیں ،میڈم گریس!“ وہ منہ چڑا کر ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا،گریس مصنوعی ناراضگی چہرے پر سجائے اس کے پیچھے چلی آئی۔

کیسے ہو نوجوان؟“ اسے دیکھتے ہی وسٹن اپنی جگہ سے اٹھ کر بغل گیر ہوئے۔

میں بالکل ٹھیک ہوں انکل! آپ سنائیں سفر کیسا رہا؟“ ساتھ ہی وہ سامنے رکھے

صوفے پر بیٹھ گیا، پہلی ملاقات والی جھجھک اب ختم ہو چکی تھی، گریس اس بدلاؤ پر اسے بغور دیکھ رہی تھی اور دل ہی دل میں اسے ''ڈرامے باز'' جیسے القابات سے نواز رہی تھی۔

بیٹا آپ کھڑی کیوں ہیں، بیٹھئے!'' انہوں نے گریس کو اپنے برابر صوفے پر بیٹھنے کو کہا تو وہ سر ہلا کر ان کے برابر بیٹھ گئی۔

آپ بچے تو بہت چھپے رستم نکلے، آخری بار جب میں نے پوچھا تھا تو مجھے کہا: ''ہم صرف دوست ہیں'' اور پھر خود ہی تمام فیصلے بھی کر لئے؟''

وہ مصنوعی خفگی سے بولے، جس پر گریس نے شرمندگی سے سر جھکا لیا، البتہ جیف اسی اعتماد سے بولا:

سر میں نے تو پہلے بھی ''صرف دوستی'' کا اعتراف نہیں کیا تھا، یہ تو آپ کی بیٹی ہیں جنہوں نے چار سال مجھے ''صرف دوست'' کے سہارے لٹکائے رکھا۔''

اس کے جواب پر گریس نے اسے گھورا لیکن وسٹن قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

تو پھر شادی کرنے کا کب ارادہ ہے آپ دونوں کا؟'' اس سوال پر ان دونوں کی نظریں ملیں، پھر گریس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا:

ڈیڈ! یہ شخص ابھی مجھے وقت نہیں دیتا تو شادی کے بعد کیا وقت دے گا؟ میں تو اپنا فیصلہ بدلنے کا سوچ رہی ہوں۔''

اوہ رئیلی؟ یہ تمہیں وقت نہیں دیتا، میں تو اسے دیوانہ سمجھتا تھا جسے اس پوری دنیا میں محبوبہ کے سوا کوئی اور دکھائی نہیں دیتا؟'' انہوں نے حیرت سے جیف کی طرف دیکھا، جواباً وہ ہنستے ہوئے بولا:

ایسی بات ہرگز نہیں ہے! آپ جانتے ہی ہیں کہ اس وقت میری زندگی میں کیا کچھ چل رہا ہے؟ ایک بار یہ رولر کوسٹر رائیڈ اپنے اختتام کو پہنچ جائے پھر آپ کی بیٹی کے سارے گلے

شکوے ختم کر دیں گے ہم!''

وسٹن اب کی بار قدرے سنجیدگی سے بولے: ''اگر میری بیٹی کو کبھی تم سے کوئی شکایت ہوئی تو اچھا نہیں ہو گا لڑکے!''

جواباً اس نے سر کو خم دیتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھا اور کہا: ''آپ بے فکر رہئے!''

بیٹا! میں تمہیں اچھی طرح جان گیا ہوں اور مجھے اندازہ ہے کہ گریس کو تم سے زیادہ کوئی بھی خوش نہیں رکھ سکتا ہے، امید کرتا ہوں کہ یہ اعتماد یوں ہی قائم رہے گا۔''

کچھ دیر یوں ہی ہنسی مذاق ہوتا رہا پھر وسٹن اصل مدعے کی طرف بڑھے جس کے لئے انہوں نے جیف کو بلایا تھا:

تم نے مجھے سی آئی اے ڈائریکٹر ''William King Haspel'' کی فرانسسکو کے ساتھ ملاقات کی جو تصویریں دی تھیں اس کے بارے میں مجھے کچھ معلومات حاصل ہوئی ہیں جو میں تمہارے ساتھ شیئر کر دیتا ہوں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا لیپ ٹاپ کھولا اور اسکرین کا رخ ان دونوں کی جانب کر دیا۔

فرانسسکو بدنام زمانہ آرم ٹریفیکر ہے جو امریکہ سے ہتھیار یورپ اسمگل کرتا ہے اور پھر یہ ہتھیار یورپ سے مڈل ایسٹ پہنچائے جاتے ہیں، اس ڈاکومنٹ کے مطابق یہ ہتھیار مڈل ایسٹ میں جن لوگوں تک پہنچائے جا رہے ہیں وہ عراق اور سیریا میں بنی یہ انیس سیلز ہیں جہاں ''ISIS'' جیسی مشہور تنظیمیں اپنے خفیہ آپریشنز پلین کرتی ہیں۔''

وہ دونوں بری طرح چونکے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھا!

اس ڈاکومنٹ کے مطابق یہ تنظیمیں اس اسلحے کو مڈل ایسٹ میں مستقل جاری رہنے والی جنگوں میں استعمال کر رہی ہیں اور اپنے آپریشنز کے دوران قتل و غارت میں بھی اسی اسلحہ کو استعمال کیا جا رہا ہے، ان سب کے درمیان فرانسسکو ایک بڑے ڈیلر کے طور پر جانا جاتا

ہے۔''

ان کے خاموش ہونے پر جیف نے پوچھا:

لیکن سی آئی اے ڈائریکٹر نے فرانسسکو سے خفیہ ملاقات کی جبکہ بظاہر ہم ان دونوں تنظیموں کے سخت خلاف ہیں اور امریکہ آئے دن ان کے اڈوں پر حملے کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ ان تنظیموں کو دنیا کی سب سے بڑی دہشت گرد تنظیمیں قرار دیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ کہ یہ سب کچھ صرف ایک ڈرامہ ہے؟''

وسٹن اس سوال کے جواب میں کندھے اچکا کر بولے: ''تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم امریکن ہمیشہ سے دوطرفہ پالیسیوں کو فالو کرتے ہیں، بولتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں!''

وہ مزید آگے کو جھکا اور اسکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا:

اگر اس ڈاکومنٹ کو اور پھر اس سی آئی اے ڈائریکٹر کی اس تصویر کو غور سے دیکھا جائے تو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ سے اسلحہ اسمگل کرنے میں فرانسسکو کو حکومتی سپورٹ حاصل ہے یا کم از کم وہ اس بات سے بے خبر ہرگز نہیں ہیں!''

یہ کہہ کر وسٹن خاموش ہو گئے، چند لمحے اس کمرے میں خاموشی چھائی رہی، ہر ایک اپنی جگہ اس نئے انکشاف پر حیران تھا۔

کیا آپ مجھے یہ ڈاکومنٹ سینڈ کر سکتے ہیں؟ اس آئی پی ایڈرس پر!'' جیف نے مائیک کے ڈارک ویب کا ایڈرس ان کو دیتے ہوئے کہا: وسٹن نے سر ہلایا اور ڈاکومنٹ سینڈ کرنے لگے۔

گریس وہاں سے اٹھ کر باہر آ گئی، شاید وہ کچن میں کچھ بنانے گئی تھی، چند لمحے وہاں بیٹھے رہنے کے بعد وہ بھی اس کے پیچھے باہر چلا آیا۔

گریس کچن میں اس کی طرف پشت کئے کھڑی براؤنیز کو پلیٹ میں نکال رہی تھی جو

وسٹن شکا گو سے خاص اس کی پسند کی بیکری سے خرید کر لائے تھے، صد شکر کہ یہ اس نے خود نہیں بنائے تھے۔

وہ اب اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا، چند لمحے یوں ہی گزر گئے، یک دم گریس کو اس کی موجودگی کا احساس ہوا، اسی احساس کے تحت وہ پیچھے کو گھومی اور اسے مسکراتا دیکھ کر دوبارہ خفگی سے رخ پھیر لیا۔

ناراض ہو؟''

دوسری طرف سے خاموشی چھائی رہی، وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے دوبارہ بولا:

بات بھی نہیں کرو گی؟''

اس نے اس بار بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

اچھا آئی ایم سوری! تم جانتی تو ہو کہ جب سے ہم آئے ہیں ایک دن بھی چین کی گھڑی نہیں نصیب ہوئی ہے۔''

اب کی بار وہ پلٹی اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی: ''وقت ملتا نہیں ہے بلکہ نکالا جاتا ہے جیف! اور میں تم سے خفا نہیں ہوں، بس یونہی مذاق کر رہی تھی۔''

اس کی سانسیں بحال ہوئیں اور وہ دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بولا:

تم مذاق میں بھی خفا نہ ہوا کرو، میں پریشان ہو جاتا ہوں!'' اسی کے ساتھ اسے البرٹ کا کہا گیا یہ شعر ایک بار پھر یاد آ گیا جسے وہ گریس کے سامنے گنگنانے لگا:

وہ روٹھ جاتا ہے تو ہماری جان نکلتی ہے
یہ سانسیں جاری رکھنے کو، ہم اس کی مان لیتے ہیں

جواب میں وہ نخوت سے ناک چڑھاتے ہوئے بولی:

میں خود خفا ہو جاتی ہوں یا تم مجھے جان بوجھ کر خفا کرتے ہو؟ موقع ہی نہ دیا کرو تو میں

کیوں ناراض ہوں گی؟'' یہ کہہ کر وہ کافی میکر میں کافی ڈالنے لگی۔

وہ خاموشی سے اپنا نچلا لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا، بال اب اس کے ڈھیلے جوڑے سے باہر نکل کر کندھوں پر گر رہے تھے، کسی خیال کے تحت وہ کافی میکر کے قریب آیا اور بولا:

لاؤ میں بنا دیتا ہوں!'' ساتھ ہی اس نے کافی جار گریس کے ہاتھ سے لے لیا، گریس آہستہ سے مسکرائی اور پھر کاؤنٹر سلیب پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔

تم نے مجھے بتایا نہیں تھا کہ ڈیڈ خاص طور پر تم سے ملنے آرہے ہیں؟''

بس ہمیں بات کرنے کا موقع کہاں ملتا ہے؟ آفس میں مائیک اور آرتھر ہر وقت موجود ہوتے ہیں اور اب تو اس جنگ کے سبب کام کا بوجھ مزید بڑھ گیا ہے۔''

جیف کی بات پر اس نے تائید میں سر ہلا دیا۔

میں بہت مس کر رہی ہوں وہ وقت جب ہم سب کچھ بھول کر پہاڑوں کی اس سفید وادی میں موجود تھے۔'' وہ حسرت سے بولی:

اور وہ کون تھا جو جانے کے لئے تیار ہی نہیں تھا؟'' جیف نے یہاں بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

کبھی کبھی تمہاری ضد کی بدولت کچھ اچھا کام بھی ہو جاتا ہے۔''

کبھی کبھی؟'' اسے گریس کی بات سے شدید صدمہ پہنچا تھا، جواباً وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

کس بات پر ہنس رہے ہیں میرے بچے؟'' وسٹن جو پانی پینے کی غرض سے کچن کی طرف بڑھے تھے، انہیں ہنستا دیکھ کر پوچھنے لگے:

وہ۔۔۔ڈیڈ کچھ خاص نہیں!'' انہیں یوں اچانک دیکھ کر وہ کاؤنٹر سے نیچے اتری اور کافی مگ میں ڈالنے کے لئے آگے بڑھی، جیف نے براؤنیز کی پلیٹ اٹھائی اور قریب رکھی

ڈائننگ ٹیبل پر سجادی، کچھ دیر بعد وہ کافی مگ لئے ان دونوں کے برابر کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی، تینوں اب گرم گرم ناشتہ انجوائے کرنے لگے، ناشتے کے دوران ان دونوں نے محسوس کیا کہ وسٹن بہت خوش ہیں، انہیں اپنی بیٹی کے لئے جیف کا ساتھ بہت پسند آیا تھا، بالآخر وہ گریس کی فکر سے آزاد ہو گئے تھے۔

☆☆☆☆☆

وہ چوبیس گھنٹے بعد گھر میں داخل ہوا تھا، نیند کی شدت سے اس کی آنکھیں جل رہی تھیں، مسلسل بے آرامی کے باعث جسم ٹوٹ رہا تھا لیکن اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتے ہوئے وہ امی اور ابو کے قریب چلا آیا جو ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے اس کی واپسی کے منتظر تھے، ابا کو اس نے رات ہی گھر واپس بھیج دیا تھا، اسے آتا دیکھ کر روزینہ بیگم صوفے سے اٹھیں اور اس کی طرف لپکیں:

بیٹا جبریل اب کیسا ہے؟ ملاقات ہوئی تمہاری؟''

نہیں امی! وہ ابھی تک آئی سی یو میں ہی ہے، کچھ دیر آرام کر کے میں دوبارہ جاؤں گا۔
''

حیدر نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے آرام کرنے کی ہدایت کی۔

بیٹا تم اوپر جا کر تھوڑی دیر سو جاؤ، تب تک کھانا بھی بن جائے گا، کھانا کھا کر دوبارہ چلے جانا۔''

ابو کی بات پر اس نے سر ہلایا اور اپنے کمرے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

بہت محبت کرتا ہے یہ جبریل سے! بچپن سے سائے کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔'' روزینہ بیگم نم آنکھوں کو پونچھتے ہوئے بولیں:

اللہ یہ ساتھ صدا قائم و دائم رکھے!'' حیدر نے زیر لب دعا کی، جس پر انہوں نے آمین

بولا اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

وہ اب اپنے کمرے میں آ چکا تھا، چاروں طرف مکمل خاموشی تھی، اسپتال کا شور، فرزانہ آنٹی کی ہچکیاں، شہریار اور احمد کی فکر میں ڈوبی آوازیں، سب کچھ پس منظر میں کہیں غائب ہو گیا تھا، تنہائی میسر آئی تو گزرے دن کے واقعات ذہن کے پردوں پر تیزی سے چلنے لگے، وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھامے بستر پر گر گیا۔

دور کہیں سے احمد کی آواز اسے اپنے لاشعور میں سنائی دی:

اس کا قد لمبا اور جسم چوڑا تھا، منہ پر اس نے کالے رنگ کا کپڑا لپیٹ رکھا تھا، اس کے ہاتھ میں پسٹل تھی جس سے فائر کر کے وہ تیزی سے پیچھے مڑا اور کالے رنگ کی مرسڈیز میں بیٹھ کر رفو چکر ہو گیا۔''

اسی کے ساتھ شہریار کی آواز گونجی!

وہ جس گاڑی میں آیا تھا اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کوئی عادی مجرم یا کرائے کا قاتل نہیں ہے، کیا تمہاری کسی سے دشمنی ہے روحان؟''

یک دم اس نے اپنی آنکھیں کھولیں جو سرخ انگارہ ہو رہی تھیں!

نعیم درانی! تم نے اچھا نہیں کیا، میں تمہیں کسی صورت نہیں چھوڑوں گا!'' یہ سوچ کر وہ اٹھ بیٹھا، اس کا موبائل فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہوا تھا جسے اس نے ہاتھ بڑھا کر اٹھا لیا، کچھ دیر سوچنے کے بعد ایک نمبر ڈائل کیا اور فون کان سے لگا لیا۔

ہیلو مسٹر روحان! کیسے ہیں آپ؟ کل سے آپ کو فون ٹرائی کر رہا ہوں، لگ ہی نہیں رہا تھا۔''

ثاقب رضوی کی خوش باش آواز اس کے کانوں میں پڑی، ایک نفرت کا لاوا اسے اپنے دل میں جلتا محسوس ہوا، اگلے ہی لمحے اس نے اپنے جذبات پر قابو پایا اور سنجیدگی سے بولا:

آپ کو معلوم بھی ہے کہ میں پچھلے دو دن سے کہاں تھا؟''

نہیں؟ کیوں سب خیریت ہے؟'' وہ چونکے! نہ جانے اسے کیوں ایسا لگا جیسے وہ اداکاری کر رہے ہوں!

آپ کے دشمن نعیم درانی نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کروانے کی کوشش کی تھی جس کی زد میں میرا...... میرا سب سے چہیتا دوست جبریل آ گیا اور وہ دو دن سے آئی سی یو میں اپنی زندگی کی بقاء کی جنگ لڑ رہا ہے۔''

اس نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا، دوسری طرف ثاقب رضوی حیرت میں ڈوبا ہوا بولا:

معاف کرنا بیٹا! مجھے واقعی معلوم نہیں تھا، نعیم درانی نے یہ پیغام تو پہنچایا تھا کہ وہ میرے اس کھیل کو ناکام بنا دے گا لیکن خدا کی قسم میں اس کے کسی ارادے سے واقف نہیں تھا، یہ تو اس نے بہت گھٹیا حرکت کی، جس کی قیمت اسے چکانا پڑے گی۔''

روحان نے نفرت سے گردن کو جھٹکا، وہ اب ان جھوٹی کہانیوں پر کسی صورت یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مجھے اس بحث میں نہیں پڑنا، میں نے آپ کو صرف یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ میں مزید اس کھیل کا حصہ نہیں بن سکتا، مجھے نہ تو کوئی ویڈیو پوسٹ کرنی ہے اور نہ ہی کوئی کیمپین چلانی ہے، آپ اپنی سیاسی جنگ خود لڑیں اور مجھے اور میری فیملی کو سکون سے جینے کے لئے چھوڑ دیں۔'' یہ کہہ کر اس نے بغیر کچھ سنے فون کاٹ دیا اور بستر پر سیدھا لیٹ کر گہری سانسیں لینے لگا، نہ جانے کس پل نیند اس کے اوپر مہربان ہوگئی اور وہ اس کی آغوش میں چلا گیا۔

☆☆☆☆☆

شام کے پانچ بجے موبائل کی رنگ ٹون سے اس کی آنکھ کھلی، یہ شہریار کا فون تھا۔

روحان! جبریل کو ہوش آ گیا ہے اور ڈاکٹرز اسے روم میں شفٹ کر رہے ہیں، تم اسپتال آ جاؤ، وہ غنودگی میں بھی تمہارا نام لے رہا تھا۔''

یہ سن کر اس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا جسے صاف کرتے ہوئے وہ بولا:

ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں۔''

ایک گھنٹے بعد وہ اسپتال میں داخل ہوا، شہریار سے روم نمبر معلوم کرنے کے بعد وہ سیدھا اسی طرف چلا آیا، دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو جبریل بیڈ سے سر ٹکائے آنکھیں موندے لیٹا تھا، شہریار اور احمد وہیں موجود تھے، اسے دیکھتے ہی احمد اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، وہ بیٹھا نہیں بلکہ جبریل کے قریب چلا آیا، قریب پہنچ کر اس نے آہستہ سے جبریل کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس کا ماتھا چوم لیا، اس کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے جبریل نے اپنی آنکھیں کھولیں اور دھیمی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے بمشکل بولا:

رو......روحان!''

کیسی طبیعت ہے اب؟'' اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے اس نے پوچھا:

میں ٹھ۔۔۔۔ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو؟'' تکلیف سے وہ جملہ اٹک اٹک کر پورا کر رہا تھا۔

جس کے پاس تمہارے جیسا دوست ہو وہ کیسا ہو سکتا ہے؟'' جواباً اس نے محبت سے جبریل کو دیکھتے ہوئے کہا:

وہ......وہ لوگ تمہیں گو......گولی مارنے آ رہے تھے رو......روحان! میں نے ان......انہیں دیکھ لیا تھا۔''

جبریل اب ٹوٹے پھوٹے جملوں میں اسے بتا رہا تھا اور وہ سر ہلاتے ہوئے سن رہا

تھا۔

میں......میں نے تم......تمہیں آواز......آوازیں دیں لیکن تم نے نہیں سنیں، پھر میں تم......تمہاری طرف دوڑا تا کہ تمہیں بچا سکوں لیک......لیکن انہوں نے فائر کر دیا۔‘‘

باوجود ضبط کے اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں، کاش کہ اس دن اس نے جبریل کی آواز پر دھیان دے دیا ہوتا تو شاید اس کو اپنی جان خطرے میں ڈال کر یوں اسے بچانا نہ پڑتا، کاش کہ شہریار اپنا والٹ ہی نہ بھولا ہوتا کہ اسے گاڑی سے اترنا پڑتا لیکن پھر کاش تو بہت سارے ہوتے ہیں انسان کی زندگی میں اور پھر تقدیر بھی تو کسی چیز کا نام ہے!

تم مجھے بچانے کے لئے گولی کے سامنے آ گئے جبریل؟ تم نے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچا؟‘‘

وہ آنسو پونچھتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا:

جواباً وہ مسکرا دیا پھر ایک گہری سانس لے کر بولا:

دوست کہتے کسے ہیں روحان؟ دوست ہی تو مصیبت کے وقت آپ کی ڈھال بن کر کھڑا ہوتا ہے اور جو یہ کرنے سے پہلے سوچنے بیٹھ جائے تو وہ کیا خاک دوست ہوا؟

جبریل!‘‘ روحان نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا، شہریار اور احمد بھی آگے بڑھے اور ان کے گلے لگ گئے۔

آپ لوگ اپنے من بھر وزن اٹھا لیں ورنہ اب میں واقعی اوپر چلا جاؤں گا۔‘‘ جبریل کی دبی دبی آواز آئی، جس پر وہ تینوں اس سے علیحدہ ہوئے اور قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

کچھ دیر بعد وہ وارڈ سے باہر نکلا اور ڈاکٹر سے جبریل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کیلئے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا، ابھی اسے صلوٰۃ الشکر بھی ادا کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆

آج ''Thales commandar'' سافٹ ویئر پر کام مکمل ہو چکا تھا اور دو پہر تین بجے ان کی جیمز واشنگٹن کے ساتھ میٹنگ تھی جس میں یہ سافٹ ویئر اس کے سامنے پیش کر کے اپروو کروانا تھا، جیمز کو مطمئن کرنا اس دنیا کا سب سے مشکل کام تھا، وہ شخص ہر سلیوشن میں بھی ایک پرابلم ڈھونڈنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ تین بجنے میں ابھی کافی وقت تھا، جیف کرسی سے اٹھا اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے بولا:

میں تم دونوں کو ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں جسے دیکھ کر یقیناً تم حیران رہ جاؤ گے!'' جیف اپنی کرسی گھسیٹتے ہوئے ان تینوں کے قریب آ کر بیٹھ گیا، مائیک اور آرتھر نے بیک وقت سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

کچھ دنوں پہلے مجھے مارتھا نے ایک تصویر دکھائی تھی، یہ تصویر پانامہ میں سی آئی اے ڈائریکٹر کے بدنام زمانہ آرم ٹریفیکر فرانسسکو سے خفیہ ملاقات کی تھی۔''

اس نے یہ تصویر مائیک کی ٹیبل پر رکھی، آرتھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی ٹیبل کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور تصویر کو حیرت سے دیکھنے لگا۔

یہ اسے کہاں سے ملی؟'' مائیک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پوچھا:

مارتھا کے کافی زیادہ تعلقات ہیں لیکن اہم بات یہ نہیں ہے کہ اسے خبر کہاں سے ملی؟ اہم سوال یہ ہے کہ سی آئی اے ڈائریکٹر آخر کیوں کسی ایسے شخص سے مل رہا ہے جو خود سی آئی اے کو پچھلے پانچ سالوں سے مطلوب ہے؟''

جیف کے سوال پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ایک بار پھر تصویر کو بغور دیکھنے لگے۔

ہوں! کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو!'' آرتھر نے سر ہلاتے ہوئے اعتراف کیا۔

کچھ دنوں پہلے میں نے یہ تصویر کسی ایسے شخص کو دی تھی جو ملک کی مشہور'' Weapon

Industry'' کے لئے کام کرتا ہے، اس شخص نے مجھے ایک ڈاکومنٹ لاکر دکھایا ہے جس کے مطابق یہ ہتھیار مڈل ایسٹ میں جن لوگوں تک پہنچائے جا رہے ہیں وہ عراق اور سیریا میں بنی یہ انیس سیلز ہیں جہاں مشہور تنظیمیں ''ISIS'' اور ''IRGC'' اپنے خفیہ آپریشنز پلین کرتی ہیں۔''

اس نے وسٹن کا نام نہیں لیا، ویسے بھی گریس انہیں لے کر بہت پریشان رہتی تھی۔

وہ دونوں اب جیف کے کمپیوٹر پر جھکے اس ڈاکومنٹ کو دیکھ رہے تھے جہاں ان سیلز کی لوکیشن موجود تھیں۔

اس تصویر اور ڈاکومنٹ کو دیکھتے ہوئے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ فرانسسکو امریکہ سے مڈل ایسٹ ان تنظیموں کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے جس میں اسے حکومتی سپورٹ حاصل ہے، مڈل ایسٹ میں یہ اسلحہ'' ISISاور IRGC'' جیسی تنظیموں کو پہنچایا جا رہا ہے جو مذہب کے نام پر اسے مختلف آپریشنز میں استعمال کر کے عام شہریوں کو نقصان پہنچاتی ہیں، ڈیوڈ کے مطابق ان تنظیموں کو بنانے میں سی آئی اے کا ہاتھ ہے جس کے ذریعے وہ مڈل ایسٹ کو کمزور کرتے جائیں گے تاکہ ان ممالک کے تیل اور معدنیات پر امریکہ کا کنٹرول ہو سکے۔'' وہ سانس لینے کو رکا پھر بولا:

اگر ان سب باتوں کو آپس میں جوڑا جائے تو کسی حد تک یہ پہیلی سلجھتی دکھائی دیتی ہے، ہمیں اب بس وہ ثبوت اکھٹے کرنے ہیں جن سے یہ ثابت ہو سکے کہ ان تنظیموں کو سی آئی اے نے ہی بنایا ہے۔''

ایک گہرا سانس لے کر وہ خاموش ہو گیا اور ان دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔

میں نے جو پلین تم لوگوں کو بتایا تھا اس کے مطابق اب تک میں اپنے دوستوں سے پرائیویٹ کمیونیکیشن نیٹ ورک کے ذریعے رابطہ کر چکا ہوں اور انہوں نے ہماری مدد کی حامی

بھری ہے، مجھے یقین ہے کہ ہم جلد اس ثبوت کو حاصل کر لیں گے کہ سی آئی اے نے ہی ان تنظیموں کو بنایا تھا“۔

مائیک کی بات سن کر جیف نے اس کا کندھا تھپتھپایا اور واپس اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا، البتہ آرتھر کافی دیر وہیں کھڑا اس تصویر کو بغور دیکھتا رہا، ایسے جیسے ہر نیا انکشاف اس کے لئے نا قابلِ یقین ہو!

☆☆☆☆☆

ڈاکٹرز نے جبریل کو مزید تین دن ایڈمٹ رکھنے کو کہا تھا تا کہ وہ یہاں رہ کر جلد صحت یاب ہو سکے، اس کا زخم بھرنے لگا تھا لیکن ابھی بھی اسے اٹھنے اور چلنے میں دشواری پیش آ رہی تھی، شام تک تمام دوست جبریل سے مل کر جا چکے تھے اور اب وزٹنگ ٹائم ختم ہو چکا تھا، وہ انکل آنٹی کے ساتھ جبریل کی دیکھ بھال کے لئے اسپتال میں رک گیا تھا۔ مغرب کی آذانیں ہو چکی تھیں، جماعت سے فارغ ہونے کے بعد وہ مسجد میں ہی رک گیا اور صلوٰۃ الشکر کی نیت باندھ لی۔

الفاتحہ کے بعد اس نے سورۃ الم نشرح کی تلاوت کا ارادہ کیا، یہ اس کی زندگی کا معمول رہا تھا، جب کوئی تکلیف پہنچتی تو صلوٰۃ الحاجت کی نیت کر کے سورۃ الضحیٰ پڑھتا تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کر کے خود کو حوصلہ دے سکے، پھر جب وہ مصیبت ٹل جاتی تو سورۃ الم نشرح پڑھ کر خود کو یاد دلاتا کہ بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے اور اسے ایک بار پھر آسانی عطا کر دی گئی تھی!

الم نشرح لک صدرک

کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟

وو ضعنا عنک وزرک

اور ہم نے تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ اتار دیا

الذیٓ انقض ظھرک

جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔

وہ ان آیتوں کی تلاوت کرتے ہوئے ہمیشہ کی طرح غور وفکر کرنے لگا، ہر بار غور کرنے پر نئی باتیں اس کے ذہن میں آتی تھیں:

ورفعنالک ذکرک

اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارے ذکر کو بلند کر دیا

فانّ مع العسر یسرا

پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے

انّ مع العسر یسرا

بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے صرف سکون اور راحت عطا نہیں کی تھی بلکہ اس مشکل کو بھی آسانی میں تبدیل کر دیا تھا، یہ سوچ کر اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو جاری ہو گئے اور اس نے جبریل کی سلامتی اور صحت کی دعا کی۔

فاذا فرغت فانصب

سو جب تم فارغ ہو تو خوب کوشش کرو

والی ربک فارغب

اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت رکھو۔

نماز کے اختتام پر اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور کافی دیر تک اس امت کی بقاء اور یکجہتی و مضبوطی کی دعائیں مانگتا رہا، پھر زیرِ لب آمین کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

مسجد سے باہر نکلتے ہوئے اس کی زندگی کے یہ دو ماہ کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے، کل شام ہی اس نے اپنا اکاؤنٹ ڈی ایکٹیویٹ کر دیا تھا لیکن ڈیلیٹ نہیں کر سکا تھا، اسے پورا یقین تھا کہ کبھی نہ کبھی اسے نعیم درانی جیسے لوگوں کو بے نقاب کرنے کا موقع ضرور ملے گا، اس وقت وہ زیادہ طاقتور اور اثر وسوخ رکھنے والا انسان ہوگا، پھر نہ ہی وہ کسی دھمکی سے ڈرے گا اور نہ کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

ابھی وہ یہ سب کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کا موبائل فون بج اٹھا، یہ شہر یار کا میسج تھا:

اسپتال سے باہر آؤ ورنہ یہ لوگ اندر گھس جائیں گے۔''

یہ پڑھتے ہی وہ تیزی سے خارجی دروازے کی طرف بڑھا، دروازے کے قریب پہنچ کر اسے ایک ہجوم دکھائی دیا، اسی ہجوم کے درمیان اسے احمد اور شہر یار گھرے نظر آئے، اسپتال کا عملہ اس ہجوم کو پیچھے کی طرف دھکیل رہا تھا، وہ تیزی سے باہر نکل کر ان کے قریب آیا، اسے دیکھتے ہی وہ لوگ شہد کی مکھیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے:

روحان بن حیدر! ہم نے سنا ہے کہ آپ کے اوپر جانی حملہ کروانے کی کوشش کی گئی ہے؟'' مائیک اس کے منہ کے قریب کرتے ہوئے رپورٹر نے پوچھا:

کیا یہ بات درست ہے کہ وہ گولی آپ کے دوست جبریل کو لگی ہے؟ اور وہ اسی اسپتال میں ایڈمٹ ہیں؟'' ایک اور مائیک اس کے قریب آیا، وہ بمشکل سانس لینے کے لئے اپنا منہ باہر کو نکال سکا، رش اس کے گرد مزید بڑھ چکا تھا۔

ہم سب جانتے ہیں کہ اس ملک میں جو انسان بھی ان طاقت ور لوگوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اس کی آواز کو ایسے ہی دبا دیا جاتا ہے۔''

آہ! بالکل جیسے اس وقت میں دبا ہوا ہوں۔'' اس نے دل ہی دل میں سوچا اور رش کو دھکیلنا چاہا، دھڑا دھڑ سوالوں کی بارش ہوتی گئی اور وہ کچھ بولنے سے قاصر تھا، یک دم اسے

شہر یار اور احمد دکھائی دیے جوان رپورٹرز کو پیچھے کی طرف دھکیل کر راستہ بنا رہے تھے، اس نے ان دونوں کی طرف رحم طلب نگاہوں سے دیکھا، احمد نے بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

اگر آپ روحان کو سننا چاہتے ہیں تو براہ کرم اسے بولنے کا موقع دیا جائے۔''

رش اب تھمنے لگا تھا اور لوگ پیچھے کو ہٹ رہے تھے، بالآخر اسے کھل کر سانس لینے کا موقع ملا، اب کی بار اس نے کیمروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا:

یہ بات بالکل درست ہے کہ منگل کے دن مجھ پر قاتلانہ حملہ کروانے کی کوشش کی گئی جس کی زد میں میرا عزیز دوست جبریل آ گیا، گولی اس کے پیٹ میں لگی اور خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کا بچ پانا تقریباً ناممکن ہو گیا تھا۔''

وہ سانس لینے کو رکا، پھر دوبارہ بولا:

ہم چار گھنٹے تک اس کے گروپ کا بلڈ تلاش کرتے رہے، بالآخر میرے پیارے چاہنے والوں کی بدولت یہ ممکن ہو سکا کہ ہمیں بلڈ مل گیا لیکن اس قدر تاخیر کے باعث اسے ہوش آنے میں چوبیس گھنٹے لگ گئے، اس وقت وہ اسپتال میں ایڈمٹ ہے اور انڈر آبزرویشن ہے۔''

کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے اوپر حملہ کس نے کروایا؟'' ایک رپورٹر نے اس کے خاموش ہوتے ہی سوال کیا۔

جی روحان بن حیدر! آپ کو کس پر شک ہے؟ پچھلے دنوں آپ کو کوئی دھمکی آمیز کالز بھی موصول ہوئی تھیں جس کے بارے میں آپ نے اپنی ایک ویڈیو میں بتایا تھا۔''

مجھے پچھلے دنوں کئی دھمکی آمیز کالز موصول ہوئیں جن میں ایک بہت نامور شخصیت کی کال بھی تھی، دراصل میرے ہاتھ کچھ ایسے ثبوت لگ گئے تھے جو کسی مشہور سیاسی شخصیت کے

بارے میں تھے اور میں اس کا گھناؤنا چہرہ بے نقاب کرنا چاہتا تھا لیکن شاید اس وقت یہ میرے لئے ممکن نہیں ہو سکے گا۔"

تو کیا آپ نے ان مافیاز کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں؟" ایک اور رپورٹر نے پوچھا:

نہیں! میں گھٹنے نہیں ٹیک رہا، میں صرف کچھ عرصے کے لئے جا رہا ہوں، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ روحان بن حیدر ڈر گیا ہے یا دب گیا ہے، نہ ہی میں اپنے دوست کا بدلہ بھولا ہوں، روحان بن حیدر اپنی قوم کے لئے اور اس امت کی بقاء کے لئے پہلے سے زیادہ مضبوط ہو کر آئے گا اور صحیح وقت آنے پر ہر اس شخص کو بے نقاب کرے گا جو اس قوم کا غدار ہے۔"

تو ہم یہ امید رکھیں کہ روحان بن حیدر بہت جلد دوبارہ لوٹے گا اور اپنا ادھورا مشن پورا کرے گا؟"

رپورٹر کے اس سوال پر اس نے مضبوط لہجے میں کہا: "ان شاء اللہ بہت جلد!"

اس کے بعد وہ وہاں مزید نہیں رکا اور اسپتال کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا، ہجوم اب بھی اس کے پیچھے لپکا لیکن اس بار سیکیوریٹی نے انہیں کنٹرول کرلیا تھا، احمد اور شہریار بھی اس کے ساتھ اسپتال کے اندر داخل ہو گئے۔

☆☆☆☆☆

چار بج رہے تھے اور وہ سب اس وقت جیمز واشنگٹن کے آفس میں موجود تھے، پروجیکٹر پر "Thales Commandar" سافٹ ویئر کی پریذنٹیشن جاری تھی، مائیک کے اپنی نشست پر لوٹنے کے بعد اب اس کی باری تھی، وہ اٹھا اور پروجیکٹر کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور بقیہ تفصیلات سے جیمز کو آگاہ کرنے لگا، ہمیشہ کی طرح وہ ان کے کام سے مطمئن تھا، چھوٹی موٹی ہدایات دے کر جیمز سورس فائل اور باقی ڈاکومنٹس کے مطالبے کے بعد اٹھ کھڑا

ہوااور سیکیورٹی کے ہمراہ کمرے سے باہر نکل گیا،ان چاروں نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنا سامان سمیٹنے لگے، ایک بڑی مشکل ٹل چکی تھی اوراب وہ پہلے سے زیادہ وقت اپنے خفیہ مشن کو دے سکتے تھے۔

شیمپین ہونی چاہئے آج تو!''لفٹ میں داخل ہوتے ہی مائیک نے کہا:

سکون سے شیمپین میں اسی دن پیوں گا جس دن ان لوگوں کا اصل چہرہ بے نقاب کردوں گا۔'' جیف نے مضبوط لہجے میں کہا اور لفٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا، بہت سارے کام تھے جو اسے محدود وقت کے اندر اپنے انجام تک پہچانے تھے۔

☆☆☆☆☆

وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور جمعہ کا دن آ پہنچا تھا،کل اس کی ترکی کی فلائٹ تھی اور اسے استنبول کے لئے روانہ ہونا تھا، جبریل کو اس حالت میں چھوڑ کر وہ قطعاً نہیں جانا چاہتا تھا لیکن اس کے پاس کوئی اور راستہ بھی نہیں تھا، اسپتال پہنچتے ہی وہ جبریل کے کمرے میں داخل ہوا، وہ اس وقت فرزانہ آنٹی کے ہاتھ سے سوپ پینے کی کوشش کررہا تھا، پیٹ پر ذرا سا جھکاؤ آنے سے اسے کافی درد محسوس ہوتا تھا جس کی وجہ سے وہ ابھی ٹھیک طرح سے بیٹھ نہیں پا رہا تھا، وہ تیزی سے آگے بڑھا اور فرزانہ آنٹی کے ہاتھ سے سوپ کا کٹورا لیتے ہوئے بولا:

میں پلاتا ہوں۔'' ساتھ ہی کرسی کھینچ کر وہ اب اس کے بستر کے قریب بیٹھ چکا تھا۔

چلو بچو! تم لوگ باتیں کرو تب تک میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔'' وہ روحان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے کے بعد اٹھ کھڑی ہوئیں، ان کے باہر جاتے ہی وہ جبریل کو چھوٹے چھوٹے چمچ بھر کے سوپ پلانے لگا۔

رہنے دو، میں پی لوں گا۔'' جبریل نے اس کے ہاتھ سے پیالہ لینے کی کوشش کی تو اس نے جبریل کو گھورتے ہوئے کہا:

میرے ہاتھ سے زہر لگ رہا ہے کیا؟ چپ کر کے بیٹھو!''

وہ مسکرا کر دوبارہ پیچھے کو ہوا اور تکیئے سے گردن ٹکا کر بیٹھ گیا۔

آج جو کام کروانا ہے کروا لے، پھر نہ جانے کب یوں دوبارہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھنا نصیب ہوگا۔'' روحان کے افسردہ لہجے کو محسوس کر کے وہ بولا:

فکر مت کرو! میں نے تمہاری جان وہاں بھی نہیں چھوڑنی، ایک مہینے کے اندر ہی میں اڑ کر تمہارے پیچھے آ جاؤں گا۔''

جبریل کے تسلی بخش جملے پر اسے کچھ اطمینان ہوا۔

ان شاءاللہ ضرور!'' کچھ توقف کے بعد وہ دوبارہ بولا:

جبریل میں تمہیں اس حالت میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا لیکن اگر میں ابھی نہ گیا تو یہ سال ضائع ہو جائے گا۔''

میں جانتا ہوں اور مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں ہے، بے فکر ہو کر جاؤ!'' جبریل نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور اس کے ہاتھ سے سوپ پینے لگا، گھونٹ بھرنے کے بعد وہ بولا:

احمد مجھے بتا رہا تھا کہ تم نے اپنا اکاؤنٹ بند کر دیا ہے اور ثاقب رضوی کو بھی انکار کر دیا ہے؟ کیا تم ترکی جا کر بھی وہ ویڈیو پوسٹ نہیں کرو گے؟

نہیں! اس حادثے کے بعد اب مجھے ڈر ہے کہ میرے پیچھے وہ امی ابو یا تمہیں مزید کوئی نقصان نہ پہنچا دے، تم ٹھیک کہتے تھے جبریل کہ فی الوقت میرے لئے خاموشی ہی بہتر ہے لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ میں ڈر گیا ہوں یا دب گیا ہوں، زخمی شیر زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔'' اس کے لہجے کی پختگی اور آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ وہ ابھی تک اپنے ارادوں میں کمزور نہیں پڑا ہے۔

ان شاء اللہ!'' جبریل نے زیرلب کہا:

دروزہ ایک جھٹکے کے ساتھ کھلا اور احمد شہریار کے ہمراہ اندر داخل ہوا۔

سلام دعا کے بعد وہ روحان سے بولا:

تم اب گھر جا کر پیکنگ کرو، ہم جبریل کے ساتھ ہیں۔''

ہاں تم اس کی بالکل فکر مت کرو، رسیوں سے باندھ کر رکھیں گے اسے اور کہیں جانے نہیں دیں گے۔'' شہریار نے بھی ہنستے ہوئے کہا جس پر وہ دونوں بھی مسکرا دئے۔

تم لوگوں کی وجہ سے ہی میں بے فکر ہو کر جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر سوپ کا خالی کٹورا ہاتھ میں تھامے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور رات کو آنے کا کہہ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھ رہا تھا، رات کے آٹھ بج رہے تھے اور تمام ورکرز اپنے اپنے گھروں کو لوٹ چکے تھے، اس نے جیب سے موبائل فون نکالا اور ایک بار پھر اسی نمبر کو ڈائل کیا جسے وہ پچھلے چند نوں سے مسلسل ملا رہا تھا لیکن ہمیشہ کی طرح جواب ندارد!

نہ جانے وہ کہاں تھی اور کس حال میں تھی؟ پہلے اسے لگا تھا کہ وہ جاب کے معاملات میں مصروف ہے لیکن اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ تو ہے جو ٹھیک نہیں ہے، مارتھا نے آج سے پہلے اتنا عجیب برتاؤ کبھی نہیں کیا تھا، کم از کم وہ اسے ایک کال کر کے اپنی خبر تو دے ہی سکتی تھی لیکن اس کا نمبر مسلسل بند جا رہا تھا۔

یہ سوچتے ہوئے اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گھر جانے والی شاہراہ پر ڈال دی، سوائے انتظار کے اس وقت وہ اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆

رات کو اپنا تمام سامان پیک کرنے کے بعد وہ آخری بار جبریل سے ملنے کے لئے اسپتال آیا تھا، کل صبح سات بجے اسے ائرپورٹ پہنچنا تھا اور فلائٹ نے گیارہ بجے پرواز کرنا تھا، تقریباً سات گھنٹے کا سفر تھا جس کے بعد جہاز نے استنبول ائرپورٹ ''IST'' پر لینڈ کرنا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ اندر آیا تو کمرے میں جبریل کے ساتھ احمد، شہریار، فیصل اور شہزاد بھی موجود تھے جو اسے الوداع کہنے آئے تھے۔

باری باری سب سے بغل گیر ہونے کے بعد وہ جبریل کے قریب آیا اور جھک کر اس کے گلے لگ گیا، جبریل بھی اپنے درد کو نظر انداز کرتے ہوئے اس سے چمٹ گیا، ان دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے جس نے باقیوں کو بھی آبدیدہ کر دیا، وہ دونون بچپن سے ہی گہرے دوست تھے لیکن اس حادثے کے بعد ایک دوسرے کے مزید قریب آ چکے تھے۔

بس کر دو پگلو! رلاؤ گے کیا؟'' احمد کی اس بات پر باقی سب کی ہنسی چھوٹ گئی، اس سے الگ ہوتے ہوئے روحان بولا:

میں تمہارا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھول سکوں گا!''

میں نے کوئی احسان نہیں کیا، ہر تعلق میں آزمائش آتی ہے اور سب سے زیادہ آزمائشیں تو دوستی کے تعلق میں ہی آتی ہیں، یہ رشتے ایسے ہی تو نہیں بن جاتے!''

لیکن وصی صاحب تو کہتے ہیں کہ:

یہ اچھا ہے کہ آپس کے بھرم نہ ٹوٹنے پائیں
کبھی بھی دوستوں کو آزما کر کچھ نہیں ملتا

شہریار نے ماحول کی سوگواریت کو ختم کرنے کے لئے شوخ آواز میں شعر گنگنایا جس پر وہ سب ہنس پڑے۔

دراصل یہاں وصی صاحب تمہارے جیسے دوستوں کے بارے میں مخاطب ہیں، جن کی جیب سے ایک دھیلا نہیں نکلتا۔'' احمد کی بات پر اس نے برا سا منہ بنایا، نہ جانے ہر بار بات اس کی جیب تک کیوں پہنچ جاتی تھی؟

اس سے پہلے کہ اسپتال کا عملہ ہمیں دھکے مار کر باہر نکالے، عزت اسی میں ہے کہ ہم خود چلے جائیں۔'' فیصل کے کہنے پر باقی سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

چلو اب ہم چلتے ہیں، تم آرام کرو، اپنا خیال رکھنا!'' اس نے جبریل سے کہا اور ان لوگوں کے ساتھ جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

دوستو! ایک منٹ، ایک منٹ!'' یک دم ہی شہر یار کو کچھ یاد آیا، جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک کاغذ باہر نکالا اور ان کے سوالیہ چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

نہیں پارٹی نہیں دے رہا ہوں، ایک غزل لکھی ہے تم لوگوں کے نام، وہ سنانے جا رہا ہوں۔''

ابے یار! ہمیں لگا کہ آج تو اپنی روایت توڑ کر شاید کچھ فیاضی کا اظہار کرے گا!'' احمد نے اس کے کندھے پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا جس پر وہ کراہ کر رہ گیا۔

سناؤں کہ نہ سناؤں؟'' کندھے کو سہلاتے ہوئے وہ منہ بسورے بولا:

ارشاد ارشاد!'' روحان اور فیصل نے اسے لقمہ دیا، کاغذ کو درست کرتے ہوئے وہ اشعار پڑھنے لگا:

دوستی کیا ہے اسے سب پر عیاں کرتے ہیں
آؤ کچھ خوبیاں یاروں کی بیاں کرتے ہیں

دوستی ایک حسین جذبہ انسانی ہے
دوستی میں تو محبت کی فروانی ہے

دوست وہ ہیں جو جذبات سمجھ لیتے ہیں
دل کے اندر کی بھی ہر بات سمجھ لیتے ہیں
ساتھ رہتے ہیں تو کچھ ایسی دوا دیتے ہیں
سارے دکھ درد کو پل بھر میں بھلا دیتے ہیں
جو کہ لازم نہ ہو وہ حق بھی ادا کرتے ہیں
دوست کچھ بھائی سے بڑھ کر بھی ہوا کرتے ہیں

(شکیل حنیف)

آخری مصرعے تک ان کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں، تینوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا، البتہ جبریل بستر پر لیٹے لیٹے ہی اسے سراہ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ لمحے بھی کسی نعمت سے کم نہ تھے، اصل یتیمی کی زندگی تو وہ گزار رہے ہیں جن کے کوئی دوست نہیں ہوتے۔

☆☆☆☆☆

صبح وہ آفس میں داخل ہوا تو مائیک کو اپنا منتظر پایا۔

تم نے میسیج کیا تھا کہ کچھ ارجنٹ ہے؟ سب خیریت؟'' لیپ ٹاپ بیگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ اس کے قریب چلا آیا، گریس اور آرتھر ابھی نہیں آئے تھے۔

تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے اپنے دوستوں سے مدد کے لئے رابطہ کیا تھا، انہوں نے ایک بندے کو ڈھونڈ نکالا ہے جو این ایس اے میں سینئر ایڈوائزر رہ چکا ہے، اس نے ''ISIS'' کے خلاف کئی مشنز میں کام کیا ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ شخص ہمارے کام آ سکتا ہے۔''

واہ زبردست! لیکن اس سے ملاقات کب اور کہاں ہوسکتی ہے؟'' اس کا کندھا تھپکاتے ہوئے جیف نے پوچھا:

لوکیشن واشنگٹن ڈاؤن ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے ریسٹورینٹ کی ہے جسے ایک کیلیسیا نام کی لیڈی چلا رہی ہیں اور وقت شام پانچ بجے کا دیا ہے، جب چاروں طرف ٹریفک اور

افراتفری کا عالم ہوتا ہے، یوں ہم پر کسی کا شک نہیں جائے گا۔‘‘

مائیک کی بات پر اس نے سر ہلایا اور پوچھا: کس دن؟‘‘

آج!‘‘

☆☆☆☆☆

شام کے پانچ بجنے والے تھے، وہ دونوں کسی ضروری میٹنگ کا کہہ کر آفس سے باہر نکلے، مائیک نے فی الوقت گریس اور آرتھر کو کچھ بتانے سے منع کیا تھا۔

پارکنگ ایریا میں پہنچنے کے بعد وہ جیف کی گاڑی میں بیٹھ کر ڈاؤن ٹاؤن کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ جگہ ڈی آئی آفس سے پندرہ منٹ کی ڈرائیو پر ایک محفوظ علاقے میں تھی جو نسبتاً شہری آبادی سے ہٹ کر بنا تھا، مطلوبہ جگہ پہنچنے کے بعد انہوں نے گاڑی کو پارک کیا اور چاروں اطراف نگاہ دوڑائی، کچھ دور انہیں ’’Grandma's Grill‘‘ نامی ریسٹورینٹ دکھائی دے گیا، یہ ایک چھوٹا سا گھر تھا جسے ریسٹورینٹ کی صورت دی گئی تھی، اندر داخل ہوتے ہی ایک عمر رسیدہ شخص نے ان کا استقبال کیا اور انہیں بیٹھنے کے لئے کہا:

ہمیں پیچھے کی طرف جگہ چاہئے۔‘‘ مائیک کے کہنے پر انہوں نے اثبات میں گردن ہلائی اور ان کے لئے پیچھے تین کرسیاں لگوادیں، اس وقت ریسٹورینٹ میں اکا دکا لوگ تھے جنہیں ایک خاتون کھانا سرو کررہی تھی، یہ بھی اس شخص کی طرح کافی عمر رسیدہ تھی، اپنے تعارف میں اس شخص نے بتایا کہ وہ دونوں، میاں بیوی تیس سال سے یہ ہوٹل چلا رہے ہیں، اس عورت کا نام کیلسیا اور اس شخص کا نام رابرٹو ڈینئس تھا، ان کے بچے نہیں تھے اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے کا واحد سہارا تھے، اسی ریسٹورینٹ کے پچھلے حصے میں ان کی رہائش کا بندوبست تھا اور یہی ان کی کل زندگی کا متاع تھا۔

اس خوبصورت کپل کو دیکھ کر اسے تخیل میں اپنا اور گریس کا مستقبل دکھائی دینے لگا، وہ

وہیں بیٹھے بیٹھے سوچنے لگا کہ جب وہ اپنی شادی کے تیس سال مکمل کر لیں گے پھر ہر کام سے ریٹائرمنٹ لے کر ایک چھوٹا سا کیفے کھولیں گے اور وہاں لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی زندگی کی مزیدار کہانیاں سنا کریں گے اور انہیں اپنی زندگی سے حاصل ہونے والے تجربے بتائیں گے، انہیں اپنی بہادری کے قصے سنائیں گے، ابھی وہ مزید آگے کی پلیننگ کرتا کہ مائیک نے اسے کہنی ماری، وہ چونک کر اپنی اس تخلیاتی دنیا سے باہر آیا تو سامنے ایک دراز قد ہشاش بشاش شخص کو کھڑا پایا۔ مائیک اس سے ہاتھ ملا رہا تھا اور اب اس کا تعارف کروا رہا تھا۔

یہ مسٹر جیف ہیں، ڈی آئی میں ہم دونوں ساتھ کام کرتے ہیں اور جیف یہ ”Joseph leos“ ہیں این ایس اے کے فارمر سینئر ایڈوائزر!“

اس نے ہاتھ بڑھا کر جوزف سے ملایا۔

تو آپ دونوں ڈی آئی کے سافٹ ویئر انجینئر ہیں، دیٹس گریٹ!“ وہ دونوں ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھے دلچسپی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

جی سر! اور ہمیں آپ کی کچھ مدد چاہئے۔“ مائیک کی بات پر اس نے گردن کو ہلکا سا خم دیا اور بولا:

ہینری میرا دوست ہے، اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ آپ کے ساتھ ایف بی آئی میں کافی عرصے تک کام کر چکا ہے اور اس وقت آپ اپنی کسی ریسرچ کے سلسلے میں معلومات چاہتے ہیں، جب اس نے میرے ساتھ تفصیلات شیئر کیں تو میں رضامند ہو گیا کیونکہ میں خود ان آپریشنز کا حصہ رہ چکا ہوں اور ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہوں۔“

جوزف کی بات پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر جیف نے پوچھا:

آپ نے ”ISIS“ کے خلاف کئی جوائنٹ آپریشنز میں حصہ لیا ہے اور آپ ان تمام پلینز کا بھی حصہ رہے ہیں جو اس تنظیم کو ختم کرنے کے لئے امریکہ سمیت 87 ممالک نے

تشکیل دیے تھے، کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ یہ تنظیم کیسے بنی؟ کس نے بنائی؟ اور پھر اسے ختم کرنے کی نوبت کیوں پیش آئی؟''

جیف کے سوال پر اس نے ایک گہرا سانس لیا پھر بولنا شروع کیا:

سب سے پہلے یہ جان لیں کہ ''ISIS, IRGC'' داعش اور اس طرح کی کئی اور تنظیمیں جو مڈل ایسٹ میں موجود ہیں اسے کس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا؟'' وہ سانس لینے کو رکا پھر دوبارہ گویا ہوا:

ان تنظیموں کو مسلمانوں نے جنگوں کے درمیان اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے بنایا تا کہ وہ اپنے ملک سے تمام شر پسندوں کا خاتمہ کر سکیں، آئی ایس آئی ایس (اسلامک اسٹیٹ آف عراق اینڈ سیریا) کی کہانی کی شروعات ہوتی ہے نائن الیون کے بعد سے، یہ وہ وقت تھا جب امریکہ دنیا کا واحد سپر پاور تھا کہ یک دم ایک خوفناک حملہ امریکہ کی سب سے اونچی عمارت ٹوئن ٹاورز پر ہوا جس نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا، اس حملے کے بعد عوام کا یہ ردعمل سامنے آیا کہ جو ملک خود کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ کیا سپر پاور کہلائے گا؟''

اسی دوران کیلسیا نے ان تینوں کے سامنے مشروب کے گلاس رکھ دیے، جوزف اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے بولا:

اپنے عوام کو خوش کرنے کے لئے ہمارے دفاعی اداروں نے اسامہ بن لادن کو اس حملے کا قصوروار ٹھہرایا اور اسے قتل کر دیا لیکن کہانی یہیں پر ختم نہیں ہوئی، اس کہانی کا دوسرا حصہ ہے عراق اور اس کے پریذیڈنٹ صدام حسین!''

ہینری نے مشروب کے گلاس سے ایک گھونٹ بھرا اور ان کی طرف دیکھا جو مکمل یکسوئی سے اسے سن رہے تھے۔

یہ بات تو آپ لوگ جانتے ہی ہوں گے کہ عراق کی تباہی میں سب سے بڑا ہاتھ

ہمارا ہے، نائن الیون کے کچھ ہی عرصے بعد ہماری انٹیلی جنس ایجنسیوں نے ایک نیا پلین تشکیل دیا جس میں انہوں نے صدام حسین کو اسامہ بن لادم کی تنظیم ''القاعدہ'' سے جوڑ دیا اور یہ کہا کہ القاعدہ کو عراق سے بہت زیادہ سپورٹ حاصل ہے، چونکہ عوام ان دنوں شدید طیش میں تھے، القاعدہ اور اسامہ بن لادن کے نام سے نفرت کرتے تھے، اس بات پر وہ فوراً بھڑک اٹھے اور عراق کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے لیکن عراق پر حملہ کرنے کے لئے صرف یہ ایک الزام کافی نہیں تھا، تمام خفیہ ایجنسیز دوبارہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ ہم

Weapons of mass destruction

کا الزام عراق پر ڈال کر حملہ کر سکتے ہیں۔'' جوزف کی بات پر اسے ایڈن جیمز کی کتاب کا خلاصہ یاد آ گیا۔

''مگر ان دونوں الزامات کے کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں تھے پھر بھی ہم نے عراق پر حملہ کر دیا، عراق کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے، صدام حسین کو قید کر لیا گیا جس کے بعد پورے ملک میں ایک سیاسی ویکیوم قائم ہو گیا، لوگ پارٹیوں اور فرقوں میں بٹتے چلے گئے، لاکھوں شہری اس جنگ میں قتل ہوئے اور یہیں سے ابتداء ہوئی ''آئی ایس آئی ایس کی!''

جوزف کی بات پر وہ چونکے اور بیک وقت پوچھا:

کیسے؟''

اس افراتفری کا فائدہ اٹھانے کے لئے ''ابومساب'' نامی شخص میدان میں کود پڑا، یہ شخص القاعدہ کا ممبر بھی رہ چکا تھا اور عراق میں القاعدہ کی ایک اوپن برانچ چلاتا آیا تھا، آئی ایس آئی ایس کی بنیاد اسی نے رکھی جس کا بظاہر مقصد عراق سے امریکی فوجیوں کو باہر نکالنا تھا،

یہ تنظیم تیزی سے پاور میں آتی گئی اور دو ہزار چودہ تک اس کے پاس ایک بہت بڑی ملٹری، بے شمار ہتھیار، روزانہ کی بنیاد پر کئی ارب ڈالرز کی کمائی اور بے پناہ اثر وسوخ آ چکا تھا لیکن اس کا اتنا طاقتور ہونا بغیر کسی سپورٹ کے ممکن نہیں تھا۔ دسمبر دو ہزار پندرہ میں "Prof. Tim Anderson" نے بے شمار دلائل کے ساتھ ایک ریسرچ پیپر شائع کیا جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ کیسے واشنگٹن (تمام ایجنسیوں کا ہیڈ کوارٹر) اس دہشت گرد تنظیم آئی ایس آئی ایس کو بنانے اور سپورٹ کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

جوزف نے اپنے بیگ سے ایک کالے رنگ کی فائل نکالی جس کے اندر ٹم انڈرسن کی رپورٹ رکھی ہوئی تھی، اس فائل کو کھول کر اس نے رپورٹ ان دونوں کے سامنے رکھ دی۔

☆☆☆☆☆

صبح کے سات بج چکے تھے، وہ امی جان کے گلے لگ کر رخصت ہو رہا تھا اور وہ بے اختیار اس کا ماتھا چوم رہی تھیں، ابا گاڑی میں سامان رکھوا رہے تھے، یہ پہلی بار تھا کہ وہ لمبے عرصے کے لئے گھر سے دور جا رہا تھا، اس کی جدائی پر روزینہ اور حیدر دونوں کا دل بے حد افسردہ تھا۔ روزینہ کو سب سے زیادہ فکر اس کے کھانے پینے کی لگی تھی، نہ جانے وہ کیسے ترکش کھانے کھا پائے گا؟ وہ تو ان کے ہاتھ کے بنے دیسی اور مسالے دار کھانوں کا عادی تھا۔ کئی مرتبہ وہ امی جان کو اس بات پر تسلی دے چکا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ وہاں کے ماحول کا عادی ہو جائے گا لیکن ماں کا دل کہاں سکون میں آتا ہے؟

چلو بیٹا نکلنے کا وقت ہو چکا ہے!" حیدر سامان رکھوانے کے بعد اندر آئے جہاں روزینہ بیگم صحن میں کھڑیں ایک بار پھر اسے پیکنگ کی تفصیلات سمجھا رہی تھیں۔

آپ پریشان نہ ہوں بیگم! جب اس کے سر پر پڑے گی تو خود سب کچھ سیکھ جائے گا۔"

اللہ میرے بچے کی حفاظت کرے، آمین!" ایک بار پھر اس کا ماتھا چومتے ہوئے وہ

بولیں:

وہ اب اپنا ہینڈ کیری کندھے پر اٹھائے انہیں خدا حافظ کہہ کر ابا کے ہمراہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد آخری بار اس نے امی جان کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور پھر حیدر نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ کافی دیر تک وہیں کھڑی اس پر دعائیں پڑھ کر پھونکتی رہیں۔

امی جان کو تسلی دینے کے بعد اب وہ خود اس کی فکر کرنا شروع ہو چکے تھے، سارا راستہ اسے پاسپورٹ سے لے کر ہوٹل روم تک ضروری ہدایات دیتے رہے، وہ سر جھکائے سنتا رہا اور سوچتا رہا کہ ہمارے ماں باپ ساری زندگی بچوں کے نام کر دینے کے باوجود ان کی جدائی برداشت نہیں کر پاتے ہیں، ہم چاہے جتنے بھی بڑے ہو جائیں، ان کے لئے بچپن والے نادان بچے ہی رہتے ہیں جسے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے وہ ہر بار ڈرتے ہیں لیکن پھر ان کی ترقی اور کامیابی کے لئے اپنے جگر کو بڑا کر کے ہر ماں باپ کو یہ رسک لینا ہی پڑتا ہے اور ماں باپ کی آغوش میں تو ہم صرف لاڈ پیار ہی دیکھتے ہیں، زندگی کی سمجھ تو تجربات کی بھٹی میں جل کر ہی آتی ہے۔

ائرپورٹ آچکا تھا، سامان لوڈ کرنے کے بعد وہ ابا کی طرف بڑھا اور ان کے گلے لگ گیا، باوجود ضبط کے وہ اس لمحے اپنے آنسوؤں کو نہیں روک پایا، یہی وہ شخص تھا جس نے اپنی زندگی کے قیمتی سال اس کے نام کر دیے تھے اور آج اسے اس قابل بنا دیا تھا کہ وہ امت مسلمہ کی خدمت کر سکے، اس شخص نے اپنی صحت اور پیسہ لگاتے ہوئے ایک بار پھر نہیں سوچا تھا کہ اسے اس کا کیا صلہ ملے گا؟ ایسی بے لوث محبت نہ تو دنیا کا کوئی محبوب کسی سے کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اور انسان! کچھ دیر بعد وہ ان سے الگ ہوا تو دیکھا کہ ان کے گال بھیگے ہوئے تھے،

آگے بڑھ کر اس نے ابا کے آنسو صاف کئے اور بولا:

آپ نے جو وقت اور پیسہ میری تربیت پر لگایا ہے اسے میں ضائع نہیں ہونے دوں گا، آپ کا سر صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی بلند کرواؤں گا، ان شاء اللہ!''

جواباً انہوں نے شفقت سے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا اور زیر لب آمین کہا:

بورڈنگ کا وقت شروع ہو چکا تھا، آخری بار انہیں خدا حافظ کہنے کے بعد وہ اپنے سامان کے ہمراہ ائرپورٹ کے اندر داخل ہو گیا''۔

☆☆☆☆☆

ان دونوں نے ایک تفصیلی نگاہ سامنے رکھی اس رپورٹ پر ڈالی جہاں تمام ثبوتوں کے پیش نظر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ آئی ایس آئی ایس کو بنانے میں نہ صرف سی آئی اے بلکہ برطانوی انٹیلی جنس ایجنسی ''MI6'' کا بھی ہاتھ تھا۔

لیکن اتنی طویل خونی جنگوں سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اور جب ہم عراقی فوج سے لڑنے کے لئے اپنی فوج بھیج چکے تھے تو ایک نئی تنظیم کو بنانے کی کیا ضرورت پیش آئی؟''

جیف کے پوچھنے پر جوزف مشروب کا گلاس ایک طرف رکھتے ہوئے بولا:

اسے آسان الفاظ میں سمجھاتا ہوں، امریکہ نے عراق پر دو جھوٹے الزام لگائے تھے، جن کا کوئی ثبوت بھی نہیں دیا، اس کے بعد اپنی ملٹری اس ملک میں لڑنے کے لئے بھیج دی، اب دو فوجیں آمنے سامنے تھیں اور ایک دوسرے کے فوجیوں اور ان کے اڈوں پر حملے کر رہی تھیں اور نیوز چینلز کے ذریعے بتایا یہ جا رہا تھا کہ امریکی فوجی ان تباہ کن ہتھیاروں کو تلاش کر رہے ہیں لیکن سب یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ یہاں ایسے کوئی ہتھیار برآمد نہیں ہونے والے، یہ تو بس پلین کا حصہ ہے۔''

ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

ہماری ایجنسیوں کا اصل مقصد تھا عراق کو کمزور کرنا، ان کا انفرااسٹرکچر تباہ کرنا، جس میں بلڈنگوں سے لے کر ریلوے لائن، ہائی ویز، فیکٹریاں اور ڈیم شامل تھے تاکہ یہ ملک اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو سکے۔''

اس لمحے ان دونوں کے ذہن میں بیک ٹیل کا خیال آیا، آہستہ آہستہ یہ کہانی ان کے تمام پزلز سے جڑتی جا رہی تھی۔

اب یہاں پر ضرورت پیش آئی ایک ایسی تنظیم کی جو بظاہر امریکی فوجیوں کو عراق سے بھگانے کے لئے بنائی گئی ہو لیکن اس کے ذریعے وہ عام شہریوں اور ان کے گھروں پر حملے کروا سکیں، انفرااسٹرکچر تباہ کر سکیں، سی آئی اے نے یہاں پر آئی ایس آئی ایس کی بنیاد رکھی اور اس دہشت گرد تنظیم کو نہ صرف پیسہ دے کر بلکہ لاتعداد اسلحہ دے کر سپورٹ کیا، اس رپورٹ کے پانچویں صفحے پر دیکھو تو وہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ عراقی میڈیا نے کئی مرتبہ سیٹلائٹ کی مدد سے وہ تصاویر کھینچیں جس میں امریکی ہوائی جہازوں کو آئی ایس آئی ایس کے ٹھکانوں پر بھاری مقدار میں اسلحے سے لدے بیگز کو گراتے ہوئے دیکھا گیا اور بعد میں انہوں نے اس چیز کو قبول کرتے ہوئے میڈیا پر کہا کہ یہ اسلحہ ان کی فوج کے لئے تھا جو غلطی سے وہاں گر گیا۔''

یہ تمام انکشافات بے حد حیران کن تھے، جوزف نے بات جاری رکھی:

ابوبکر البغدادی جو آئی ایس آئی ایس کا لیڈر تھا، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سی آئی اے اور موساد (اسرائیلی انٹیلی جنس ایجنسی) کا ٹرینڈ ایجنٹ تھا البتہ اس بات کے ثبوت اب تک نہیں مل سکے ہیں کیونکہ یہ کام خفیہ طریقے سے کئے جاتے ہیں، اس رپورٹ کے مطابق عراقی فوجیوں نے جب آئی ایس آئی ایس کے چار ملٹری ایڈوائزرز کو پکڑا تو ان میں سے دو امریکن اور ایک اسرائیلی نکلا، پھر ایسے لاتعداد فوجی پکڑے گئے جو امریکن تھے اور

آئی ایس آئی ایس میں شامل تھے۔“۔

پھر یہ تنظیم ختم کیسے ہوئی؟“ مائیک نے سوال پوچھا، جس پر جوزف بولا:

سن دو ہزار پندرہ میں جب عراق کے بعد یہ تنظیم شام (سیریا) میں تباہی پھیلانا شروع ہوئی تو شامی فوج اکیلے ان دہشت گرد تنظیموں سے لڑنے میں ناکام ہوگئی، اس سب معاملے میں پہلی بار روس کودا اور اس نے شامی فوجیوں کی مدد کرنے کی حامی بھر لی، اس نے امریکہ کو بھی ساتھ دینے کی دعوت دی جو شروع سے میڈیا پر یہی پھیلاتا آیا تھا کہ ہم تو دہشت گرد تنظیموں کے کھلم کھلا مخالف ہیں لیکن اس نے روس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا، نہ صرف یہ بلکہ میڈیا پر یہ پروپیگنڈا بھی شروع کر دیا کہ روس کیسے آئی ایس آئی ایس کی آڑ میں سیریا کے عام شہروں پر حملے کر رہا ہے؟ یعنی اپنے سر سے اتار کر دوسرے کے سر پر تھوپنے کی کوشش کرنا!“

اس بات پر جیف نے تاسف سے سر جھٹکا، اب تو اس کے پاس افسوس کرنے کے لئے الفاظ بھی ختم ہو چکے تھے۔

روس کی مدد سے مڈل ایسٹ سے کسی حد تک ان تمام دہشت گرد تنظیموں کا خاتمہ ہو گیا، امریکہ کا عمل دخل بھی اس خطے سے تقریباً ختم کر دیا گیا، یوں اس خونی جنگ کا اختتام ہوا لیکن لاکھوں بے گناہ لوگ اس میں مارے گئے اور لاکھوں بے گھر ہوئے اور آج تک یہ ممالک اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑے نہیں ہو سکے۔“

جوزف کا لہجہ بھی غمگین تھا جیسے وہ بھی ان کی طرح اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر محسوس کرتا ہو!

شام کافی ہو چکی تھی اور اندھیرا پھیلنے کے قریب تھا، وہ تینوں اپنی کرسیاں دھکیل کر اٹھے، جیف اور مائیک نے آگے بڑھ کر جوزف سے ہاتھ ملایا اور اپنا قیمتی وقت دینے پر اس

کا شکریہ ادا کیا، جوزف نے کھلے دل سے انہیں ویلکم کہا اور ڈاکومنٹس ان کے حوالے کر کے ریسٹورینٹ کے خارجی دروازے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆☆☆

اسپیکر میں پائلٹ کی آواز گونج رہی تھی، استنبول ائرپورٹ آچکا تھا اور وہ لینڈنگ کے لئے تیار تھے، آنکھ کھلنے پر اسے ہر طرف ہلچل محسوس ہوئی، نہ جانے وہ کتنی دیر سے سو رہا تھا، بیدار ہونے پر اسے اپنے اندر ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔

بورڈنگ کے ایک طویل مرحلے سے گزرنے کے بعد وہ ائرپورٹ سے باہر آیا تو شام کے شام کے پانچ بج رہے تھے، نیلے آسمان پر سفید بادلوں کے ٹکڑے ہر سو بکھرے ہوئے تھے، ہوا صاف اور تر و تازہ تھی، کچھ دور ہی اسے اپنی مطلوبہ بس دکھائی دے گئی جو اسلامک سینٹر کی طرف سے طلباء کو لینے کے لئے بھیجی گئی تھی، اپنا سامان لوڈ کروانے کے بعد وہ اس آرام دہ بس میں داخل ہوا اور اگلی نشست پر بیٹھ گیا، بس میں اس کے علاوہ کچھ اور اسٹوڈنٹس بھی موجود تھے، پانچ منٹ کے بعد بس روانہ ہوگئی، اس کا رخ ہائی وے کی طرف تھا۔

سارا راستہ وہ ونڈ اسکرین سے باہر کے خوبصورت مناظر دیکھتا رہا، اگر استنبول کو سیاحوں کا سب سے پسندیدہ ٹورسٹ اسپاٹ کہا جاتا ہے تو یہ ہرگز غلط نہیں! یہاں کا کلچر اور تاریخ واقعی پوری دنیا سے نمایاں محسوس ہوتی تھی، ہر سال لاکھوں سیاح اس سرزمین کو ایکسپلور کرنے آتے ہیں اور اپنے ساتھ ایک خوبصورت احساس لے کر یہاں سے لوٹتے ہیں، یہ دنیا کا واحد شہر ہے جہاں یورپ اور مڈل ایسٹ کا کلچر اکھٹا دیکھنے کو ملتا ہے اور مختلف تاریخی مقامات سے خلافت عثمانیہ کے دور کا مشاہدہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ چار بڑی سلطنتوں کا مرکز رہا ہے، جس میں رومن ایمپائر، بزنٹائن ایمپائر، لاطینی ایمپائر اور پھر اوٹومن ایمپائر (یعنی سلطنت عثمانیہ) شامل ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی تاریخ سب سے زیادہ طویل اور ''Rich''

ہے، ہر سال یہاں آرٹ فیسٹیول بھی منعقد کیا جاتا ہے جس میں دنیا بھر کے آرٹسٹ حصہ لیتے ہیں۔

ہائی وے کے بعد وہ اب شہر میں داخل ہو چکے تھے، میپ کے مطابق وہ اسلامک سینٹر سے چند منٹ کے فاصلے پر تھا، کچھ دیر بعد وہ اپنے سامان کے ہمراہ بس سے نیچے اترا، اس کے سامنے پانچ عمارتوں پر مشتمل اسلامک سینٹر اپنے پورے وقار سے کھڑا تھا، تین عمارتیں ریسرچ سینٹر کا حصہ تھیں اور دو عمارتیں دنیا بھر سے آنے والے طلبہ کی رہائش کے لئے ترک گورنمنٹ کی طرف سے بنائی گئی تھیں، جن میں لاتعداد ہاسٹل رومز موجود تھے، ہدایات کے مطابق اسے پہلے ہاسٹل جا کر اپنا سامان رکھنا تھا، ہینڈ کیری کو کندھے پر ڈالتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے سوٹ کیس تھاما اور ہاسٹل کی عمارت کی طرف بڑھ گیا، گلاس ڈور کو دھکیلتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا اور کاؤنٹر کے قریب آیا۔

السلام علیکم! ویلکم ان اسلامک ریسرچ سینٹر آف استنبول، ڈاکومنٹس پلیز!'' کاؤنٹر پر کھڑے لڑکے نے انگریزی میں کہا:

اگلے ہی لمحے اس نے اپنے تمام ڈاکومنٹس نکال کر اسے تھما دیے، کچھ دیر بعد اسے اس کے کمرے کا اسکینگ کارڈ اور نمبر دے دیا گیا، کمرہ دسویں فلور پر تھا، وہ اب لفٹ کی مدد سے اوپر جا رہا تھا۔

لفٹ کھلتے ہی ایک کھلی راہداری اس کے سامنے موجود تھی جس کے دونوں اطراف کمرے بنے ہوئے تھے، وہ بائیں جانب مڑ گیا، ہر کمرے کے اوپر اس کا نمبر لکھا تھا، کچھ دور چلنے کے بعد بالآخر اسے اپنا کمرہ دکھائی دے گیا، اسکینگ کارڈ کی مدد سے اس نے دروزہ کھولا اور سامان اندر رکھنے لگا، سامان اندر رکھنے کے بعد اس نے ایک بھرپور نگاہ اپنے کمرے پر ڈالی، یہاں دو بیڈ موجود تھے جن کے برابر میں سائیڈ ٹیبل رکھی تھی، بیڈ کے

سامنے ایک چھوٹی سی سنگھار میز تھی جس کے ساتھ استری اسٹینڈ رکھا تھا، دیوار میں دو بڑی الماریاں نصب تھیں، بائیں جانب بیت الخلاء کا دروازہ تھا اور دائیں جانب کچن کا دروازہ موجود تھا۔

وہ سوٹ کیس وہیں چھوڑ کر کچن کی طرف بڑھا، یہ ایک مناسب سائز کا کچن تھا جس میں دو سلیب لگی ہوئی تھیں، سلیب کے اوپر چھوٹے چھوٹے کیبنٹ بنے تھے اور درمیان میں ایک چولہا نصب تھا، چھوٹا سا روم فریج اور اوون بھی موجود تھا جو دو لوگوں کے استعمال کے لئے بنایا گیا تھا۔ اسی کے ساتھ ایک اور دروازہ تھا، اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا تو ٹھنڈی ہوا اس کے نتھنوں سے ٹکرائی، یہ چھوٹی سی بالکنی تھی جس سے تازہ ہوا اندر آ رہی تھی، سامنے کھلا آسمان تھا جہاں سورج غروب ہونے کے مناظر دیکھے جا سکتے تھے، مغرب کا وقت ہونے والا تھا، نماز کے خیال سے وہ پلٹا اور دروازہ بند کر کے دوبارہ کمرے میں آ گیا، اب وہ فریش ہونے کی غرض سے باتھ روم کی طرف بڑھا، کمرے کی حالت سے اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کا روم میٹ یہاں پہلے ہی آ چکا ہے، بستر پر کپڑے پڑے تھے، سنگار میز پر بھی کچھ چیزیں رکھی ہوئی تھیں، کچن میں بھی اسے کھانے پینے کا سامان ملا تھا، نہ جانے اس کا ساتھی کس طبیعت کا مالک ہوگا؟ یہ سوچتے ہوئے وہ وضو کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ بیت اخلاء سے باہر نکلا تو ٹھٹھک گیا، کوئی شخص سائیڈ ٹیبل پر جھکا ہوا کچھ اٹھا رہا تھا، شاید یہی وہ روم میٹ تھا جو اس کے ساتھ رہنے والا تھا، اس نے آگے بڑھ کر بلند آواز میں سلام کیا:

السلام علیکم!"

سلام کی آواز پر وہ شخص چونک کر پلٹا، ان دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں، اس نے دیکھا کہ یہ ایک دراز قد اور مضبوط جسامت کا مالک تھا، اس نے سفید رنگ کا کرتا شلوار پہن رکھا تھا اور

سر پر ایک کپڑا باندھا ہوا تھا، رنگ گندمی تھا اور ہلکی داڑھی اسے پرکشش بنا رہی تھی، آنکھوں کے نیچے ایک نیل نما دھبا تھا جو کافی مدھم ہونے کے باوجود بھی محسوس ہو رہا تھا، آنکھوں میں اجنبیت لئے اس نے روحان کے سلام کا جواب دیا اور اس سے تعارف پوچھا:

میرا نام روحان بن حیدر ہے اور میرا تعلق پاکستان سے ہے، آپ کا نام کیا ہے؟''

وہ شخص اب اپنا تعارف کروانے لگا:

میرا نام احتشام عالم ہے، تم مجھے شامی کہہ سکتے ہو۔'' ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے روحان نے خوشدلی سے تھام لیا۔

میں نماز کے لئے جا رہا تھا، کیا تم مجھے گائیڈ کر سکتے ہو؟''

ضرور! ساتھ ہی چلتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے کارڈ سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا اور خارجی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟'' لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے روحان نے پوچھا:

میں سعودیہ میں رہائش پذیر تھا، وہیں سے اپلائی کیا تھا اور پچھلے ہفتے ہی یہاں پہنچا ہوں۔''

اسے حلیئے اور لہجے سے وہ عرب ہی لگا تھا، انگریزی صاف نہیں تھی لیکن سمجھ میں آ رہی تھی، شاید اسی لئے وہ ہر بات کا جواب مختصر دے رہا تھا۔

یہاں کا ماحول کیسا ہے؟ تم آرام سے ایڈجسٹ ہو گئے؟'' لفٹ سے باہر نکلتے ہوئے اس نے ایک اور سوال پوچھا:

بہت اچھا ہے! تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔'' یہ کہہ کر وہ اسی عمارت کے نیچے بنی ایک چھوٹی سی مسجد میں داخل ہو گیا، وہ بھی اس کے پیچھے مسجد میں داخل ہو گیا۔

یہ چھوٹی سی مسجد ہاسٹل کے طلباء کے لئے ہے، یونی ورسٹی کی مسجد علیحدہ ہے جو کافی بڑی

ہے۔'' جوتے اتارتے ہوئے شامی نے اسے بتایا، جماعت کھڑی ہو چکی تھی، وہ تیزی سے آخری صف میں داخل ہوئے اور نیت باندھ لی۔

☆☆☆☆☆

اس نے تھکے ہوئے انداز میں ڈور بیل بجائی اور دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا، چند سیکنڈز بعد گریس باہر نکلی اور اسے اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر ہلکا سا چونکی!

کہاں تھے تم؟ کتنی کالز کیں میں نے تمہیں؟''

وہ جواب دیے بغیر اندر چلا آیا، وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر آ گئی۔

شام سے تم اور مائیک ضروری میٹنگ کا کہہ کر غائب تھے، پھر تم دونوں کا فون بھی نہیں لگ رہا تھا۔'' وہ فکرمند دکھائی دے رہی تھی، جیف کاؤنٹر ٹیبل کے قریب پہنچ کر کرسی دھکیل کر بیٹھ گیا۔

کچھ بولو بھی؟'' اسے جیف کا یوں خاموش رہنا مزید تشویش میں مبتلا کر رہا تھا۔

ہم دونوں ڈاؤن ٹاؤن میں تھے، وہاں نیٹ ورک ایشو تھا، گاڑی میں بیٹھنے کے بعد فون چیک کیا تو بیٹری ڈاؤن تھی۔'' وہ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے آہستگی سے بولا:

گریس خاموشی سے اسے دیکھنے لگی، وہ کافی تھکا ہوا اور بیزار دکھائی دے رہا تھا، ہاتھ بڑھا کر اس نے جگ سے پانی نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا، پھر نزدیک ہی کرسی ڈال کر بیٹھ گئی۔

سب خیریت ہے؟ کچھ ہوا ہے؟'' وہ اب اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے نرمی سے پوچھ رہی تھی۔

جیف نے آہستگی سے سر اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا:

آج میں مائیک کے دوستوں کی مدد سے این ایس اے کے فارمر ایڈوائزر

”Joseph leos “ سے ملا، اس شخص نے بہت عرصے تک آئی ایس آئی ایس کے خلاف آپریشنز میں کام کیا ہے۔“

پھر؟“ وہ بغور اسے سن رہی تھی، اگلے ہی لمحے اس نے گریس کو اول تا آخر تمام کہانی سنادی، ساتھ ہی ”Tim Anderson “ کی بنائی گئی رپورٹ بھی سامنے رکھی جسے دیکھ کر وہ بھی ان دونوں کی طرح حیران رہ گئی۔

ہمیشہ کی طرح ہماری ایجنسیوں نے ”War against terrorism“ کے نام پر ایک بار پھر ڈبل گیم کھیلی جبکہ حقیقت میں صرف اپنے مفادات کو پورا کرتی رہیں۔“

ایک گہری سانس بھر کر گریس نے تاسف سے کہا: اس کی بات پر وہ انتہائی دل گرفتہ لہجے میں بولا:

نہ جانے ہمارے کندھوں پر کتنی بے قصور جانوں کے خون کا بوجھ ہے؟ ہم سر تا پاؤں ان کے خون میں رنگے ہوئے ہیں، یہ سلسلہ تب تک نہیں رکے گا جب تک سچائی پوری دنیا کے سامنے نہیں آجاتی۔“

میں تمہارا دکھ محسوس کر سکتی ہوں لیکن اب ہم اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے بے حد قریب ہیں، تم ہمت مت ہارو، دیکھنا ہم اس خونی کھیل کو بےنقاب کر کے ہی دم لیں گے۔“

شکریہ گریس! تمہارا ساتھ میرا حوصلہ بڑھا دیتا ہے۔“ اس نے نرمی سے کہا:

کچھ لمحے یوں ہی گزر گئے، رپورٹ پڑھنے کے بعد وہ بولی:

ہمارے پاس اب کافی ثبوت اکٹھے ہو چکے ہیں، تمہارا اگلا پلین کیا ہے؟ اسے کیسے مین اسٹریم پر لانا ہے؟“

اس سوال کا جواب دینے کے بجائے وہ شکوہ بھرے لہجے میں بولا:

میڈم گریس! میں دوپہر سے بھوکا ہوں، پہلے کچھ کھلائیے پھر باتیں بنائیے۔“

میں باتیں بنارہی ہوں؟'' وہ خفگی سے کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تو اور کیا؟ جب سے میں آیا ہوں اس وقت سے کسی پولیس افسر کی طرح انویسٹی گیشن میں لگی ہوئی ہیں۔''

وہ بھی کرسی دھکیل کر اٹھا اور گریس کے پیچھے پیچھے کچن میں داخل ہوگیا، فی الوقت وہ اپنے کسی پلین کے بارے میں پہلے سے بتا کر اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تمہاری فکر میں کرتی ہوں یہ انویسٹی گیشن!'' فرائی پین کو چولھے پر رکھتے ہوئے وہ بولی: جواباً جیف دھیمے سے ہنس دیا۔

ہنسو مت! آ کر میری مدد کرو۔''

جو حکم!'' سر کو خم دیتے ہوئے وہ اب گریس کا ہاتھ بٹانے لگا۔

☆☆☆☆☆

مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ ہاسٹل کے اس چھوٹے سے ریسٹورینٹ میں آگئے، یہ ایک کیفے ٹیریا تھا جہاں طلباء کے لئے کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا، شامی اب چلتے چلتے اسے ضروری چیزوں کے بارے میں بتارہا تھا۔

صبح سات بجے یہاں پر ناشتہ لگا دیا جاتا ہے، ناشتے کے بعد تمام طلباء ایک قطار کی صورت میں اسلامک سینٹر جاتے ہیں، کلاسز کا آغاز ہوتا ہے، پھر ظہر کی نماز کے لئے ایک گھنٹے کا وقفہ دیا جاتا ہے جس میں ہم دوبارہ یہاں آ کر کھانا کھاتے ہیں، وقفہ ختم ہونے کے بعد دوبارہ کلاسز کا آغاز ہوتا ہے جو مغرب تک چلتی ہیں، پھر کچھ دیر لڑکے اسپورٹس کھیلتے ہیں، عشاء کے بعد رات آٹھ بجے کھانا سرو کر دیا جاتا ہے، یہاں وقت کی پابندی بہت اہمیت رکھتی ہے ورنہ تمہیں بھوکا سونا پڑے گا یا پھر پیسے دے کر کھانا خریدنا پڑے گا جو کہ کافی مہنگا ہے۔''

اور کلاسز کے اوقات کیا ہیں؟'' وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولا: شامی بھی اس کے

ساتھ بیٹھ گیا۔

کل سے ہماری باقاعدہ کلاسز کا آغاز ہورہا ہے، البتہ ٹائم ٹیبل کے مطابق صبح آٹھ سے شام سات بجے تک مسلسل کلاسز اور ایکٹیویٹیز ہوتی رہیں گی، یوں سمجھو کہ تم اب ایک فوجی زندگی میں داخل ہوچکے ہو اور یہاں سے ایک سپہ سالار بن کے نکلو گے۔''

شامی کی آخری بات پر وہ مسکرانے لگا، اب ان دونوں کی آنکھوں میں پہلے کی طرح اجنبیت نہیں تھی۔

کھانے میں ابھی کچھ وقت تھا، تب تک وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

توتم پاکستان سے ہو! ہم نے پاکستان کے بارے میں بچپن سے بہت کچھ سن رکھا ہے۔''

توپھر بتاؤ کہ کیا سنا ہے؟'' روحان نے اشتیاق سے پوچھا:

ہمارے ملک میں پاکستان کے بارے میں دو رائے تھیں، ایک مثبت اور ایک منفی! مثبت رائے یہ تھی کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ مضبوط ہے، اس کا عسکری اور دفاعی نظام بہت بہترین ہے لیکن وہاں کے لوگ ایماندار نہیں ہیں، غربت اور افلاس ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے، حکمران کرپٹ ہیں، جھوٹ اور دھوکے کا بازار گرم ہے، سعودیہ میں پاکستانی تمہیں ہر جگہ ملیں گے، یوں کہہ لو کہ عربوں کے بعد سب سے زیادہ تعداد وہاں پاکستانیوں کی ہی ہے لیکن ان لوگوں کی حرکتوں کی وجہ سے ہم انہیں پسند نہیں کرتے۔''

شامی کے خاموش ہونے پر وہ تاسف سے بولا:

تمہاری ساری باتیں بالکل ٹھیک ہیں، ہمارے اندر یہ برائیاں کسی دیمک کی طرف پھیلتی جارہی ہیں، اسی وجہ سے ہمارے حکمران بھی کرپٹ ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

حدیث مبارکہ کے مطابق جیسے عوام ہوتے ہیں ان پر ویسے ہی حکمران مسلط کئے جاتے ہیں۔‘‘

☆☆☆☆☆

وہ کل رات دیر تک ٹم اینڈرسن کی رپورٹ کے اوپر بحث کرتے رہے تھے، گھر لوٹنے کے بعد بھی اس کا دماغ انہی باتوں کو سوچتا رہا، صبح کے آٹھ بج رہے تھے جب وہ گاڑی پارک کر کے ڈی آئی کے پارکنگ پلازہ سے باہر نکلا، اسی لمحے جیب میں رکھا اس کا فون تھرتھرایا، اس نے ہاتھ ڈال کر فون باہر نکالا اور نام دیکھ کر چونکا!

ہیلو مارتھا، کیسی ہو؟‘‘

دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی:

ہ۔۔۔۔۔ہی۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔ج۔۔۔۔جیف!‘‘

تم ٹھیک تو ہو؟ کہاں ہو؟‘‘ وہ پارکنگ لاٹ سے نکل کر ایک کنارے پر کھڑے ہو کر بات کرنے لگا، اس کی چھٹی حس کئی دنوں سے اسے مسلسل سگنل دے رہی تھی کہ یقیناً مارتھا ٹھیک نہیں ہے!

میں تمہیں کچھ۔۔۔۔۔کچھ بہت ضروری بتانا چاہتی ہوں، تم۔۔۔۔۔تم مجھ سے ملو۔‘‘ وہ بمشکل جملہ پورا کرتے ہوئے بولی:

تم ہو کہاں؟ میں تم سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔‘‘ جیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا:

میں۔۔۔۔میں تمہیں لوکیشن بھیجوں گی، کل تم وہاں آجانا ۔۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔سنبھل کر!‘‘

اس کے لہجے میں خوف تھا لیکن اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ اتنی خوف زدہ کس چیز سے ہے؟

ٹھیک ہے، میں کل پہنچ جاؤں گا۔“

اسی کے ساتھ کال ڈسکنیکٹ ہوگئی ، وہ کافی دیر فون ہاتھ میں پکڑے سوچتا رہا، نہ جانے اس کا دل کیوں بے چین ہوگیا تھا؟ کہیں سی آئی اے کو ان کی حقیقت معلوم تو نہیں ہوگئی ؟

یہ سوچ کر اس نے گہری سانس لی اور کال ریکارڈ سے مٹانے کے بعد ڈی آئی آفس میں داخل ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

وہ صبح فجر کی آذانوں کے ساتھ بیدار ہوچکا تھا، نماز ادا کرنے کے بعد وہ کچھ دیر پارک میں چہل قدمی کرنے چلا آیا، ہاسٹل کی بلڈنگ سے منسلک یہ چھوٹا سا باغ طلبہ کے لئے بنایا گیا تھا تاکہ وہ یہاں چہل قدمی کرسکیں، آج اس کا پہلا دن تھا اور وہ کافی زیادہ پرجوش تھا، سات بج چکے تھے، تیاری کی غرض سے وہ دوبارہ اپنے کمرے میں پہنچا، شامی کمرے میں نہیں تھا، شاید وہ ناشتہ کرنے کے لئے نیچے جاچکا تھا، اس نے اپنا یونی فارم الماری سے نکالا جو کل ہی اسے انتظامیہ کی طرف سے ملا تھا، کپڑے تبدیل کرنے کے بعد وہ سنگھار میز کے سامنے کھڑے ہوکر اپنے بال سنوارنے لگا، ہلکی سی خوشبو چھڑکنے کے بعد اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا اسیکنگ کارڈ اٹھایا اور باہر نکل آیا، فی الوقت ان کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی، آج کے دن انہیں تمام کتابیں ملنا تھیں، سو وہ خالی ہاتھ ہی لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

کیفے ٹیریا پہنچنے کے بعد اس نے باقی طلباء کی طرح اپنے ناشتے کی ٹرے اٹھائی اور شامی کو ڈھونڈنے لگا، ایک کونے میں وہ اسے بیٹھا دکھائی دے گیا۔

سلام دعا کے بعد وہ دونوں ناشتہ کرنے لگے، آج پہلی بار وہ ترکی میں بیٹھ کر ترکش بریک فاسٹ کرنے جارہا تھا جس کے بارے میں اس نے کافی سن رکھا تھا۔

ٹرے میں تین قسم کی چیزیں رکھی تھیں، ایک انڈے اور سبزیوں کا مکسچر تھا، اسی کے ساتھ ترکش بریڈ اور ترکش چائے تھی۔

اسے "Menemen" کہتے ہیں" شامی نے اسے بتایا:

ہمارے یہاں اسے سبزیوں کا آملیٹ کہتے ہیں۔" ایک نوالہ توڑتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا:

ترکش چائے ضرور پینا، اندر تک تازگی پھیل جاتی ہے۔" شامی کے مشورے پر اس نے ایک گھونٹ چائے کا بھرا، جیسی تعریف اس نے اس چائے کی سنی تھی، یہ بالکل ویسی ہی تھی، دارچینی کی خوشبو اور ذائقہ بے حد مزیدار لگ رہا تھا۔

ناشتہ کرنے کے بعد تمام طلباء ایک قطار میں جمع ہو چکے تھے اور انتظامیہ کی زیرِ نگرانی ہوسٹل کی عمارت سے نکل کر اسلامک سینٹر جا رہے تھے، ان دونوں کے درمیان پانچ منٹ کا واکنگ ڈسٹنس تھا۔

نیلا آسمان دور تک پھیلا دکھائی دے رہا تھا، آب و ہوا تازہ تھی اور چرند پرند کی آوازیں چاروں طرف گونج رہی تھیں، اس فرحت بخش منظر کو آنکھوں میں قید کئے وہ قطار میں چل رہا تھا۔

مین اینٹرنس سے اندر داخل ہونے کے بعد انہیں سامنے دیوار پر بڑی سی کیلیگرافی لگی دکھائی دی جس میں یہ آیت لکھی ہوئی تھی:

وجعلنا کم شعوباً و قبآئل لتعارفوا، ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم

اور ہم نے تمہیں قوموں اور قبیلوں میں بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بے شک اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (سورۃ الحجرات ۱۳)

کیلیگرافی کے نیچے مشہور ترکش آرٹسٹ کا نام لکھا ہوا تھا

Hasan Çelebi

یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں سے مختلف راستے نکل رہے تھے، وہ لوگ بائیں جانب مڑ گئے جہاں اوپر جانے کے لئے زینے بنے ہوئے تھے، اب تمام طلباء سیڑھیاں چڑھ رہے تھے، پہلی منزل پر پہنچنے کے بعد انہیں دائیں جانب بنے کلاس روم کی طرف جانے کا اشارہ کیا گیا، وہ سب کلاس روم میں داخل ہو گئے۔

یہ ایک وسیع ہال تھا جو کافی روشن تھا، شیشے کی کھڑکیوں سے سورج کی روشنی اندر آ رہی تھی، چھت پر جا بجا وارم لائٹس نصب تھیں، یہ کمرہ ایک ہال کی طرح تھا جس میں کئی سو نشستیں لگی ہوئی تھیں، سامنے بڑا سا پروجیکٹر لگا تھا، پروجیکٹر کے بائیں طرف ایک ڈائس تھا جس پر مائیک سیٹ کیا ہوا تھا، وہ سب اپنے اپنے رول نمبرز کے حساب سے نشستوں پر بیٹھنے لگے، یہ کمرہ اتنا وسیع تھا کہ بیک وقت کئی سو طلبہ کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔

وہ تیسری لائن میں رکھی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا جہاں اس کا رول نمبر لکھا تھا، شامی کا نمبر پانچویں لائن میں تھا، وہ اب ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تھے۔

کچھ دیر بعد ایک پروفیسر کلاس روم میں داخل ہوئے اور ڈائس کی طرف بڑھے، انہوں نے خاکی رنگ کا ایک لمبا سا جبہ پہن رکھا تھا اور سر پر تکون ٹوپی تھی، ان کی رنگت صاف تھی اور قد دراز تھا۔

ڈائس کے قریب پہنچ کر انہوں نے مائیک سیٹ کیا اور ہلکا سا گلے کو کھنکھارتے ہوئے بولنا شروع کیا:

السلام علیکم اسٹوڈنٹس! امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے۔‘‘

وہ عربی زبان میں اپنا تعارف کروا رہے تھے، اسے یہ بات معلوم تھی کہ یہاں سب

کچھ عربی زبان میں سکھایا اور سمجھایا جاتا ہے، بچپن سے اسلامی مضامین میں دلچسپی ہونے کی بدولت اس کی عربی اس قابل ہو چکی تھی کہ وہ اسے سمجھ اور پڑھ سکتا تھا، البتہ جبریل کے لئے وہ ابھی سے فکرمند ہو رہا تھا۔

میرا نام مہمت "Mehmet" علی حسن ہے اور میں اگلے پورے سال آپ لوگوں کے لئے گائیڈ اور انچارج کے فرائض ادا کروں گا، آج میں آپ لوگوں کو تفصیل سے آپ کے مضامین کے بارے میں بتانے والا ہوں کہ پہلے سال میں ہم کیا کچھ سیکھیں گے اور اس سے ہمیں کیا حاصل ہوگا؟

ان کی آواز اب پورے ہال میں گونج رہی تھی، پروجیکٹر پر اب ایک لسٹ کھل چکی تھی جس کے بارے میں مہمت صاحب انہیں گائیڈ کرنے لگے:

ہمارا سب سے پہلا مضمون ہے "مطالعہ قرآن" اس میں ہم قرآنِ پاک کی چند مخصوص سورتوں کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں گے، یہ مطالعہ عربی اصول اور قوانین کے مطابق ہوگا، ہر لفظ کے ترجمے سے لے کر اس کے روٹ ورڈز تک جائیں گے اور پھر اس آیت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، جسے "Deep study of Quran" بھی کہا جاتا ہے"۔

دوسرا مضمون ہے "امت مسلمہ کی تاریخ اور کلچر" اس میں ہم اپنی مکمل تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کریں گے اور اسلام کے وسیع کلچر کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

تیسرا مضمون ہے "حدیث اور فقہ" جس میں ہم پیارے رسول ﷺ کی احادیث اور بنیادی فقہی اصولوں کو سمجھیں گے تاکہ اس کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔

چوتھا مضمون ہے "مطالعہ اور ریسرچ" یقیناً آپ سب کے لئے یہ بے حد دلچسپ موضوع رہے گا جس میں آپ کو ہمارے ریسرچ سینٹر میں موجود دنیا کی بہترین لائبریری تک رسائی دی جائے گی جہاں ہمارے مسلمان علماء اور اسکالرز کے کام کا بڑا ذخیرہ موجود

ہے، امید ہے کہ آپ سب اس سے خوب مستفید ہوں گے۔"

وہ سانس لینے کو رکے، ایک طائرانہ نگاہ ہال پر ڈالی، پھر دوبارہ بولنا شروع کیا:

ہمارا آخری موضوع ہے "اسلامک آرٹ" جس میں ہم کیلیگرافی کا خوبصورت کام سیکھیں گے، آپ سب جانتے ہوں گے کہ ترک اللہ تعالیٰ کے ناموں کی خطاطی میں کس قدر ماہر ہیں؟ ہم اپنا یہ فن آپ لوگوں کو بھی سکھانا چاہتے ہیں تا کہ آپ بھی اللہ کے ناموں کو خوبصورتی سے قلم کے ذریعے لکھنا سیکھ جائیں۔

تو یہ تھا آپ کے مضامین کا مختصر تعارف! اب میں آپ لوگوں کے پہلے استاد جناب عبداللہ اتالار کو یہاں بلانا چاہوں گا جو آپ لوگوں کو اگلے پورے سال قرآنِ پاک کا گہرائی سے مطالعہ کرنا سکھائیں گے، انہوں نے اپنی تمام تعلیم مدینہ منورہ کے قابل شیوخ اور علماءِ وقت کی زیرِ نگرانی حاصل کی، عبداللہ ترکی کی کئی مشہور اسلامک یونی ورسٹیز میں اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں اور اب یہ اپنا علم آپ لوگوں تک پہنچانے کے لئے یہاں موجود ہیں۔"

ہال کا دروازہ کھلا اور استاد عبداللہ اندر داخل ہوئے، انہوں نے سفید رنگ کا جبہ پہن رکھا تھا اور سر پر سفید رنگ کی اونی ٹوپی تھی، ان کے باوقار چہرے پر لمبی داڑھی تھی، رنگت صاف وشفاف تھی اور ماتھا روشن تھا، ان کا سینہ کشادہ تھا اور قد درمیانہ، وہ عاجزانہ چال چلتے ہوئے طلباء کی نشستوں کے درمیان سے گزر کر ڈائس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

سر مہمت اب ڈائس سے نیچے اتر چکے تھے ور طلباء کے درمیان رکھی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئے۔

استاد عبداللہ اتالار نے مائیک سنبھالنے کے بعد اپنا مصحف میز پر رکھ دیا، اس مصحف پر ململ کے کالے رنگ کا کپڑا اچڑھا ہوا تھا۔

ابتدائی سلام دعا کے بعد انہوں نے قرآنِ پاک کا مطالعہ کرنے کی ضرورت پر چند جملے

کہنا شروع کئے: پورا ہال سانس روکے سر عبداللہ کی دلکش آواز میں کھو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

آج سارا دن آفس کے کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے اسے گریس سے بات کرنے کا موقع نہیں مل پا رہا تھا، وہ ذہنی طور پر مارتھا کو لے کر شدید ڈسٹرب تھا، پچھلے دو ہفتوں سے اس کا فون نہ اٹھانا اور پھر یک دم کال کر کے ملنے کا کہنا اسے کچھ عجیب لگ رہا تھا، وہ گریس کے ساتھ اپنے خدشات شیئر کرنا چاہتا تھا، بالآخر رات ۸ بجے وہ پارکنگ ایریا میں دکھائی دے گئی، اس سے پہلے کہ گاڑی میں بیٹھ کر چلی جاتی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور پیچھے سے پکارا:

گریس!'' وہ چونک کر پلٹی اور گاڑی کا دروازہ بند کر کے اس کے قریب آ گئی۔

سب خیریت ہے؟''

میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔'' وہ پھولی سانسوں کے درمیان بولا:

آؤ گاڑی میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔''

ساتھ ہی اس نے چابی گھما کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گئی، جیف بھی فرنٹ ڈور کھول کر اس کے برابر میں بیٹھ چکا تھا۔

اب بولو!'' وہ مکمل توجہ اس کی طرف مرکوز کئے ہوئے بولی:

مجھے مارتھا کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے، پچھلے دو ہفتوں سے اس کا رویہ انتہائی مشکوک ہے۔''

مارتھا کا نام سن کر اس کا ماتھا ٹھنکا!

ہاں میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ وہ کافی عرصے سے تمہارے آس پاس منڈلاتی دکھائی نہیں دی!''

گریس کی بات پر وہ گہری سانس بھر کر بولا:

میرے آس پاس وہ پہلے بھی نہیں منڈلاتی تھی، چھوڑ دو مجھ پر شک کرنا!''

پھر تمہیں مارتھا کی فکر کیوں ہو رہی ہے؟'' وہ ابرو اچکائے پوچھ رہی تھی:

پچھلے دو ہفتوں سے مارتھا میری کوئی کال ریسیو نہیں کر رہی تھی اور ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا ، میں جب بھی اس سے ملنے کا کہتا وہ فوراً چلی آتی تھی تا کہ اس کے ہاتھ کوئی نئی خبر لگ جائے، اسی چیز کا فائدہ اٹھا کر ہم نے اس سے اپنے بے شمار کام نکلوائے ،آخری ملاقات کے وقت بھی وہ مجھے کافی تذبذب کا شکار دکھائی دی تھی ، جیسے کوئی راز اپنے سینے میں چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی ہو!''

وہ سانس لینے کو رکا، گریس اسے بغور سن رہی تھی۔

اس ملاقات کے چند دنوں بعد میں نے آئی ایس آئی ایس کے متعلق معلومات کے لئے فون کیا تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اس نے نشہ کر رکھا ہو، اس کے بعد کئی دنوں تک اس کا نمبر بند رہا اور آج۔۔۔۔۔۔۔۔آج صبح اچانک مجھے اس کی کال موصول ہوئی۔''

جیف کی بات پر وہ چونکی!

کیا کہہ رہی تھی وہ؟''

وہ بے حد گھبرائی ہوئی تھی ،کل صبح اس نے مجھے ملنے کے لئے بلایا ہے اور وہ کہہ رہی تھی کہ مجھے کچھ بتانا چاہتی ہے۔''

اس کے خاموش ہونے پر گریس کچھ سوچنے لگی ، کچھ دیر یوں ہی خاموشی چھائی رہی، پھر اس نے پوچھا:

کہیں کوئی اسے بلیک میل تو نہیں کر رہا ہے؟''

اگر کوئی اسے بلیک میل کر رہا ہے تو یقیناً وہ ہم تک بھی پہنچ جائے گا، یہی چیز تو مجھے

پریشان کر رہی ہے، جس کا شک مارتھا پر گیا ہوگا اس کا شک یقیناً ہم پر بھی جائے گا۔‘‘

جیف کی بات پر اس نے بے چینی سے پہلو بدلا!

اس کا مطلب، ہم خطرے میں ہیں؟‘‘

یہ تو کل مارتھا سے ملنے کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا کہ آخر کون اسے بلیک میل کر رہا ہے اور کیوں؟‘‘

یک دم گریس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا:

جیف! کہیں ایسا تو نہیں کہ مارتھا کے ذریعے کوئی تمہیں پھنسانے کی کوشش کر رہا ہو؟‘‘

اس سوال پر وہ چونکا!

ہاں! یہ بھی ممکن ہے لیکن اگر مجھے سچائی کا پتہ لگانا ہے تو رسک تو لینا ہی پڑے گا، مارتھا سے ملنے کے بعد ہی کسی حتمی فیصلے پر پہنچا جا سکتا ہے۔‘‘

جیف! تمہیں بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا، کل تم اکیلے مت جاؤ، میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔‘‘

گریس کی بات پر اس نے گردن گھما کر اس کی طرف دیکھا اور بولا:

ہرگز نہیں گریس! میں تمہاری جان کا رسک نہیں لے سکتا، اگر میں پھنس بھی گیا تو تم سے کیا وعدہ آخری سانسوں تک نبھاؤں گا اور تمہارا نام کہیں بھی نہیں آنے دوں گا‘‘

خدا نہ کرے کہ تم پھنسو، ہم زندہ رہیں گے تو ساتھ رہیں گے اور اگر مریں گے تب بھی ساتھ مریں گے، میں تمہارے بغیر اس دنیا میں رہ کر کیا کروں گی؟‘‘

اس کے جذباتی لہجے پر وہ دھیما سا مسکرایا اور بولا:

آپ کو اس ناچیز سے اتنا لگاؤ کب سے ہو گیا میڈم گریس؟‘‘

جیف کے یوں اچانک موضوع بدلنے پر وہ نگاہیں چراتے ہوئے بولی:

ہمیشہ سے تھا، وعدے صرف تم نے نہیں کئے ہیں، آخری سانسوں تک ساتھ دینے کا وعدہ میں نے بھی کیا ہے،کل تم جاؤ گے اور میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔“

نہیں گریس! ہرگز نہیں! اس سے شک کرنے والے کا شک یقین میں بدل جائے گا، میں اکیلا ہی جاؤں گا اوراس معاملے کوحل کر کے آؤں گا۔“

اس کے ٹھوس لہجے کے آگے گریس کی مزید دلیلیں بے کار تھیں لیکن اس صورت حال نے اسے بھی بے چین کر دیا تھا۔

☆☆☆☆☆

آپ سب کے یہاں آنے کے پیچھے جو مقصد ہے وہ امت مسلمہ کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہے، اسی جذبے کی بدولت ہم اپنے اس سفر کا آغاز سورۃ الانفال کی اس آیت سے کریں گے، اگلے کچھ دنوں تک ہم اسی آیت پرغوروفکر کرنے والے ہیں:

عبداللہ نے قرآنِ مجید کھولا اورتلاوت کا آغاز کیا:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو اللّٰہ وعدوكم وآخرين من دونهم، لاتعلمونهم ، اللّٰہ يعلمهم ، وما تنفقو من شئی فی سبيل اللّٰہ يوف اليكم وانتم لاتظلمون۔

بامحاورہ ترجمہ: ان کے مقابلے کے لئے تم سے جس قدر ہو سکے (ہتھیاروں اورآلات جنگ کی) قوت مہیا رکھو اور بندھے ہوئے گھوڑوں کی (کھیپ بھی)،اس (دفاعی تیاری) سے تم اللہ کے دشمن اوراپنے دشمن کو(اپنے اوپر حملہ آور ہونے سے) ڈراتے رہو اوران کے سوا دوسروں کو بھی (جن کی چھپی دشمنی) کو تم نہیں جانتے ،اللہ انہیں جانتا ہے اورتم جو کچھ بھی (اپنے دفاع کی خاطر)اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اورتم سے ناانصافی نہ کی جائے گی ۔(سورۃ انفال: آیت ٦٠)

استاد عبداللہ کا لہجہ بے حد شیریں تھا، ہر ہر لفظ اپنی ایک تاسیر لئے ان کے دلوں پر اپنے نقوش چھوڑ رہا تھا، پورے ہال پر ایک سحر طاری ہو چکا تھا۔

عبداللہ نے اب آیت کی تشریح شروع کی:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ تمام ملتِ اسلامیہ کو ''طاقت'' قائم کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ طاقت اور قوت کیا چیز ہوتی ہے؟ یہ کیوں ضروری ہے اور یہ کیسے پیدا کی جاتی ہے؟ آج ہم اس آیت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں گے:

طاقت کا حصول اس لئے ضروری ہوتا ہے تاکہ اس قوم کی طرف دشمن آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے، تاکہ ظلم کے زریعے اسے دبایا نہ جاسکے اور اسے اپنے اشاروں پر نچایا نہ جاسکے، کسی بھی قوم کے دفاعی سسٹم پر کنٹرول حاصل کر لینے کا مطلب اس قوم کو اپنے قابو میں کر لینا ہے، اسی وجہ سے صرف ایک کثیر دفاعی قوت، لاکھوں سپاہی اور بے شمار ائر کرافٹس طاقت کی علامت نہیں ہوتے بلکہ طاقت کی اصل علامت یہ ہے کہ انہیں کنٹرول کرنے اور چلانے والا شخص کون ہے؟ کیا ہوا گر مسلمان ایک پوری فوج تو کھڑی کرلیں لیکن فوج کا سربراہ دشمنوں کا ''Puppet'' ہو؟

اسی وجہ سے ہمیں نہ صرف ظاہری بلکہ اندرونی طاقت کے حصول پر بھی غور کرنا ہوگا کہ ہمارے سربراہ بھی ہمارے ساتھ مخلص ہیں یا وہ منافق ہیں؟''

اس آیت کی روشنی میں ایک نگاہ آج کی مسلم امت پر ڈالتے ہیں جو اول تو وطن پرستی اور قوم پرستی میں بٹ چکی ہے، پہلے کی طرح ایک جسم کی حیثیت نہیں رہی لیکن اگر مسلمان قوتیں اپنی اپنی جگہ بھی مضبوط ہوتیں تو شاید دشمن کا اتنا غلبہ آج ہم پر نہ ہوتا، اگر کسی مسلمان ملک پر دشمن ٹوٹ پڑتا ہے تو ہم اسے بچانے کے لئے کچھ نہیں کر پاتے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج ہم لوگ دشمنوں پر ڈیپنڈنٹ ہیں، بجائے اس کے کہ دشمن ہماری

اکانومی، ٹیکنالوجی اور تعلیم پر انحصار کررہے ہوتے، آج ہم ان سے یہ سب کچھ مانگنے پر مجبور ہیں، یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی ملک اپنے ہی مسلمان بھائی کے لئے آواز اٹھانے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی طاقت کا اندازہ کرتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ تو چاروں طرف سے بندھے ہوئے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیں واضح طور پر حکم دے رہے ہیں کہ ''Build power''

طاقت کیسے حاصل کی جاتی ہے؟

طاقت کے حصول کے لئے دولت کا موجود ہونا انتہائی ضروری ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے ہتھیار، آلات اور گھوڑوں کی تعداد کو بڑھانے کا حکم دیا ہے تو اس پر وہی عمل کرسکتا ہے جس کے پاس پیسہ ہو، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پیسہ کہاں سے آئے گا؟

یہ پیسہ اسلام کے بتائے ہوئے ''اصولِ تجارت'' کی بدولت ہمارے پاس آئے گا، آج جو لوگ ہم پر غالب ہیں ان کے پاس دولت ہے جس کا استعمال کرکے وہ طاقت حاصل کررہے ہیں لیکن انہوں نے یہ دولت کہاں سے حاصل کی؟'' ایک سوالیہ نگاہ تمام طلباء پر ڈالنے کے بعد انہوں نے خود ہی اس سوال کا جواب دیا:

بزنس کے ذریعے، تجارت اور کاروبار کے ذریعے، انویسمنٹ کے ذریعے، حتیٰ کہ زکوۃ کا نظام بھی اس وجہ سے رکھا گیا ہے تاکہ کوئی بھی شخص اپنے مال کو جمع نہ کرے بلکہ اسے مسلسل کہیں نہ کہیں انویسٹ کرتا رہے، اگر آپ خود کاروبار نہیں کرسکتے تو ان لوگوں کے پاس پیسہ لگائیں جو کاروبار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، پھر وہ لوگ اچھے معاوضے پر مسلمانوں کو اپنے پاس نوکریاں دیں تاکہ پیسہ مسلمانوں کے درمیان ہی سرایت کرتا رہے اور ہماری اکانومی مضبوط ہو، بجائے انٹرنیشنل کمپنیوں اور باہر ممالک کے بینکوں میں پیسہ رکھنے کے اپنے ہی ملک کے کاروبار اور لوکل بزنسز کو بڑھانے میں اسے لگایا جائے، اسلام میں ذخیرہ

اندوزی کا کوئی کانسیپٹ نہیں ہے بلکہ مال کو جمع کرنے کے اوپر ہمیشہ مال کو اچھی جگہ خرچ اور انویسٹ کرنے کو فوقیت دی گئی ہے۔

طاقت کے حصول کا پہلا اصول ''مضبوط اکانومی'' ہے۔ جو یہود آج ہمارے اوپر غالب ہیں ان کی سب سے بڑی طاقت ''پیسہ'' ہی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف انہوں نے کاروبار بلکہ میڈیا، اکانومی، حکمران اور نظام تک خرید لیا ہے، اگر مسلمانوں کی اکانومی اتنی مضبوط ہو جائے تو کیا وہ یہود کے غلبے کو اپنے اوپر سے ہٹا نہیں سکتے؟

آیت پر مزید غور و فکر کر کے ہمیں طاقت کے حصول کا جو دوسرا پہلو ملتا ہے وہ ہے ''ہتھیار!'' مسلمانوں کا دفاعی نظام جس قدر مضبوط ہوگا اتنا ہی دشمن اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے سے ڈرے گا، آج دنیا کے سب سے جدید ترین ہتھیار، دفاعی نظام اور نیوکلیئر سسٹم کن کے پاس ہے؟ یہود و نصاریٰ کے پاس! کیوں؟

کیوں ۵۷ مسلمان ممالک میں سے صرف ایک مسلم ملک پاکستان ایٹمی طاقت ہے؟ اور وہ بھی اندر سے اس قدر کھوکھلا کر دیا گیا ہے کہ اکیلا یہود و مشرکین سے لڑنے کے قابل نہیں ہے۔

تیسری چیز جو طاقت کے حصول کا ذریعہ ہے وہ ہے علم! علم صرف قرآن وسنت اور فقہ نہیں ہے، علم سائنس، ٹیکنالوجی، اسکلز اور ہر اس چیز کے بارے میں جاننے کا نام ہے جو دورِ جدید کی ضرورت ہو، جس کے ساتھ مسلمان ترقی یافتہ کہلا سکیں۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة:

تیار رکھو جس قدر طاقت تم تیار رکھ سکو۔

اور یہ سب کچھ ہم نے کیا سوچ کر کرنا ہے؟ اس کا جواب بھی اسی آیت میں موجود ہے۔ پیسہ کمانا ہے، کاروبار کر کے اکانومی کو مضبوط کرنا ہے پھر اپنے دفاع کے اوپر انویسٹ کرنا ہے

، جدید علم حاصل کرنا ہے، یہ سب کچھ یہ سوچ کر کرنا ہے کہ ہم اللہ کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا مشن کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا مشن اس کے دشمنوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنا ہے، اسی وجہ سے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی دشمنی کا ذکر کیا پھر مسلمانوں کی دشمنی کا ''**عدو اللّٰہ و عدو کم**'' کیونکہ پہلے وہ اللہ کے دشمن ہیں اس کے بعد ہمارے دشمن ہیں، اسی لئے جو اللہ کا دشمن ہوگا وہ ہمارا بھی دشمن ہوگا، ان سے دوستی کسی صورت جائز نہیں اور قرآنِ کریم میں فرمادیا گیا کہ تم اپنی دشمنی میں سب سے زیادہ سخت یہود کو پاؤ گے، یہ کبھی بھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان سے کوئی دوستانہ معاہدہ کیا جا سکتا ہے، ان سے صرف جنگ کی جا سکتی ہے جو ہمیں بہت جلد کرنی ہے، جس کی تیاری کے لئے آج ہم سب اکھٹے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین

اور تم ہمت نہ ہارو اور غم نہ کھاؤ، اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب آؤ گے (آج عمران ۱۳۹)

یہ کہہ کر عبدللہ خاموش ہو گئے، ایک گہری نگاہ انہوں نے ہال میں بیٹھے تمام طلباء کے اوپر ڈالی، پھر دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ بولے:

کل ان شاء اللہ ہم اس آیت کے دوسرے پہلو پر غور کریں گے۔''

یہ کہہ کر وہ ڈائس سے نیچے اتر آئے، ایک سکون تھا جو اس کے دل میں اتر آیا تھا، پچھلے چند ماہ اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح گھومنے لگے تھے جس میں اس کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ ''طاقت'' کا موجود نہ ہونا تھا، ان دو سالوں میں اس نے جس چیز پر سب سے زیادہ عمل کرنا تھا وہ یہی آیت تھی۔''

☆☆☆☆☆

صبح کے سات بج رہے تھے، اس کی آنکھ الارم کی آواز سے کھلی، گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا، آج ہفتے کا دن تھا، آفس سے چھٹی تھی لیکن اسے مارتھا سے ملاقات کے لئے جانا تھا، اس نے لوکیشن اسی پارک کی دی تھی جہاں وہ پہلی بار ملے تھے۔ ملاقات کے لئے صبح صبح کا وقت منتخب کیا تھا تا کہ وہاں کوئی بھی موجود نہ ہو۔ بستر سے اتر کر وہ سیدھا باتھ روم میں گھس گیا، پندرہ منٹ کے بعد باہر نکلا تو اس نے کالے رنگ کا ٹریک سوٹ پہن رکھا تھا، بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کرنے کے بعد اس نے سر پر ہیٹ لگا لی، پاؤں میں سفید جاگرز پہننے کے بعد اس نے جھک کر تسمے ٹائٹ کئے، کاؤنٹر پر رکھے سن گلاسز کو اس نے آنکھوں پر لگایا اور بسکٹ کا ایک پیکٹ اٹھا کر خارجی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گاڑی تیزی سے جارج واشنگٹن پارک کی طرف بڑھ رہی تھی، ساتھ ہی وہ اپنے دماغ میں کئی چیزوں کو ترتیب دینے کی کوشش کر رہا تھا، اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آج وہ مارتھا سے آخری بار ملنے جا رہا ہے، اپنے اس سفر میں وہ کوئی بھی کمزوری پیچھے نہیں چھوڑنا چاہتا تھا جس کا فائدہ اٹھا کر دشمن اس تک پہنچ سکے۔

گریس کے مطابق مارتھا قابلِ اعتبار انسان نہیں تھی، ویسے بھی رپورٹرز اور جرنلسٹ صرف اپنا مفاد دیکھ کر دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تا کہ ان کے ہاتھ خبریں لگ سکیں اور وہ اپنی ریٹنگ بڑھوا سکیں۔

اسی دوران وہ برج کے قریب پہنچا، ذرا فاصلے پر گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ محتاط انداز میں دروازہ کھول کر باہر نکل آیا، آٹھ بج چکے تھے اور آج چھٹی کی وجہ سے رش نہ ہونے کے برابر تھا، دو تین لڑکے اسے ٹریک پر دوڑتے ہوئے دکھائی دیے، وہ بھی بظاہر جاگنگ کی غرض سے ٹریک کی طرف بڑھ گیا، ساتھ ہی جیب سے موبائل نکال کر مارتھا کو میسج کیا:

میں پہنچ چکا ہوں، صنوبر کے درخت کے پاس آجاؤ!''

اس باغ میں ایک مشہو صنوبر کا درخت تھا جس کے بارے میں سیاح کہتے تھے کہ یہ پریذیڈنٹ جارج واشنگٹن کے دور سے یہیں قائم ہے، بہار کے اس موسم میں یہ درخت ہرا بھرا اور گھنا ہو چکا تھا، پورے باغ میں رنگ برنگے خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے، سوکھے پتے ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے تھے، ہلکی ٹھنڈی ہوا درختوں اور پتوں سے ٹکرا کر ایک پرکیف سی آواز پیدا کر رہی تھی۔

وہ باغ کی اس خوبصورتی میں کہیں کھو گیا تھا، اس لمحے اس کا دل چاہا کہ گریس بھی اس کے ساتھ موجود ہوتی،، اسے ہمیشہ سے یہ باغ واشنگٹن کا سب سے خوبصورت باغ لگتا تھا جو کسی ماہر مصور کے آرٹ کی طرح دلکش اور شاندار تھا۔

وہ اب ٹہلتے ہوئے پل کے اوپر پہنچ چکا تھا لیکن اب تک مارتھا اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دی تھی، ایک بار پھر اس نے اپنی جیب سے موبائل نکالا اور ان باکس دیکھا، وہاں کوئی ریپلائی نہیں تھا، کچھ سوچتے ہوئے اس نے کال ملائی اور فون کان سے لگالیا: دوسری طرف مسلسل رنگ ہوتی رہی لیکن اس نے اٹھایا نہیں۔

جیف کے ماتھے پر ہلکی سی سلوٹیں نمودار ہوئیں، تشویش کے عالم میں اس نے مارتھا کو دوبارہ میسج کیا، اب کی بار بھی کوئی ریپلائی نہ آیا، کچھ دیر یہیں انتظار کرنے کا سوچ کر وہ دوبارہ جاگنگ ٹریک کی طرف بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆

ظہر کی نماز کے بعد مطالعے کی کلاس کا وقت ہو چکا تھا، جب سے وہ یہاں آیا تھا اس وقت سے اسلامک سینٹر کی لائبریری دیکھنے کے لئے بے تاب تھا، یہ استنبول کی سب سے بڑی لائبریری تھی جس میں کتابوں کا وہ ذخیرہ موجود تھا جو دنیا کے کسی اور کونے میں دیکھنے کو

نہیں ملتا۔

کھانا کھانے کے بعد تمام طلباء ایک قطار میں جمع ہو کر لائبریری کی طرف بڑھے، اسے ڈیپارٹمنٹس سے بالکل علیحدہ بنایا گیا تھا، جس عمارت میں لائبریری تھی اس کا نام اتاترک تھا جو اس بات کو واضح کر رہی تھی کہ ترک حکومت نے اس لائبریری کے لئے بڑا کام کیا ہے، خاص طور پر مصطفیٰ کمال اتاترک کے دور حکومت میں یہاں دور دراز سے ڈھیروں کتابیں لا کر جمع کی گئی تھیں۔

زینے چڑھنے کے بعد سامنے ایک وسیع دروازہ تھا، مہمت سر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا، تمام طلباء ان کے پیچھے قطار در قطار چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے، ان کے چاروں اطراف سفید رنگ کے بلند و بالا شیلف تھے جہاں ہر موضوع پر درجنوں کتابیں موجود تھیں، مضامین کے سیکشنز بنے ہوئے تھے اور ہر ایک سیکشن میں اس موضوع کے آغاز سے لے کر اب تک کی جدید ریسرچ موجود تھی۔

سلطنت عثمانیہ کے ان ادیبوں اور لکھاریوں کا کام جو مسلمانوں کے پاس باقی رہ گیا تھا وہ بھی اس لائبریری میں موجود تھا، دنیا کی بہترین تفاسیر، حدیث اور فقہ پر تمام بڑے علماء کے کام کا ذخیرہ بھی تھا۔ سائنس، فزکس، علمِ فلکیات، علمِ نجوم، انسائیکلوپیڈیاز اور نت نئی چیزوں کے متعلق ریسرچ پیپرز بھی یہاں رکھے ہوئے تھے۔

میں اپنی پوری زندگی بھی یہاں گزار دوں تو اسے مکمل نہیں پڑھ سکوں گا شامی!'' اس نے چاروں طرف گردن گھما کر پر جوش لہجے میں شامی سے کہا جو خود بھی حیرت سے کتابوں کے ان خزانوں کو دیکھ رہا تھا۔

لاجواب! میں نے آج تک کسی عرب ملک میں کتابوں کا ایسا ذخیرہ نہیں دیکھا، استنبول واقعی کمال کا شہر ہے!'' اس نے بھی سراہتے ہوئے کہا:

طلباء کو لائبریری دیکھنے کی اجازت مل چکی تھی، وہ دونوں بھی ایک ایک شیلف سے ہوتے ہوئے گزر رہے تھے، ہر چند قدم کے فاصلے پر بیٹھنے کے لئے میز اور کرسیاں رکھی گئی تھیں، لائبریری کے اندر ہی ایک کیفے ٹیریا موجود تھا جہاں ہلکی پھلکی ریفریشمنٹس دستیاب تھیں، مہمت سر نے انہیں بتایا تھا کہ طلباء اپنی پڑھائی کے علاوہ باقی تمام وقت یہیں گزارنا پسند کرتے ہیں، حتیٰ کہ رات کو ہمیں انہیں زبردستی ان کے ہاسٹلز بھیجنا پڑتا ہے، اسی وقت اس نے بھی ارادہ کرلیا تھا کہ وہ کلاسز کے بعد تمام وقت یہیں گزارا کرے گا تاکہ ان دو سالوں میں جس قدر کتابیں پڑھ سکے، پڑھ لے۔

کافی دور چلنے کے بعد بھی انہیں اب تک اس لائبریری کا کوئی اختتام دکھائی نہیں دیا تھا، بالآخر وہ دونوں قریب رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

یہاں آ کر کیسا لگ رہا ہے تمہیں؟'' روحان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا:

پرسکون! اپنی تاریخ کو دیکھ کر اپنی قوت کا احساس جاگ رہا ہے، دل کہہ رہا ہے کہ ایک بار پھر ہم اپنا کھویا ہوا اقتدار حاصل کر کے ہی دم لیں گے۔''

ان شاءاللہ!'' اس نے شامی کی بات پر زیر لب کہا:

تم نے بتایا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے تم سعودیہ میں رہتے تھے، کس شہر میں تمہاری رہائش تھی اور وہاں کیا ماحول تھا؟''

روحان کے اس سوال پر اس نے گہری سانس بھر کے کہا:

بہت گہرا سوال پوچھ لیا ہے، جواب سن کر تمہیں کچھ خاص خوشی محسوس نہیں ہوگی''

شامی کی بات پر اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے اور اس نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا:

کیوں؟ آخر وہاں ایسا کیا دیکھا ہے تم نے؟"

سامنے ایک بڑی سی کھڑکی تھی جس کے گلاس ڈور سے باہر کا نیلا آسمان دکھائی دے رہا تھا، پرندے اس نیلے آسمان پر اپنے پر پھیلائے آزادی کے ساتھ ادھر ادھر اڑ رہے تھے، وہ اپنی گہری سنہری آنکھیں اس آسمان پر مرکوز کرتے ہوئے بولا:

عرب ممالک کا حال بھی اب کچھ خاص اچھا نہیں رہا ہے، مغربی کلچر وہاں اپنے پیر مضبوطی سے جمانے میں کامیاب ہو چکا ہے، سعودیہ میں امریکی پالیسیوں کے عمل دخل نے اسے ماڈرن ازم کی راہ پر گامزن کر دیا ہے، وہاں کے باشندوں کو لگتا ہے کہ ترقی کا ایک واحد راستہ عریانی اور فحاشی ہی ہے، میں نے ایک عرصہ ریاض میں گزارا ہے جو سعودیہ کا دار الحکومت ہے، شاید تم یقین نہ کرو لیکن وہاں دنیا کا ہر وہ کام ہو رہا ہے جس کے بارے میں تم تصور بھی نہیں کر سکتے، نبی کریم ﷺ کی عربوں کے بارے میں کہی جانے والی تمام احادیث پوری ہو رہی ہیں، یقین نہیں آتا کہ ہم سب سے زیادہ پرفتن دور میں جی رہے ہیں!
"

شامی کی بات پر اس کا دل افسردہ ہو گیا، یعنی جو خبریں میڈیا دکھا رہا تھا وہ حقیقی تھیں، مسلم امت کا نقشہ بدل رہا تھا، ان کے چال چلن، رہن سہن، طور طریقے اب کفار و مشرکین کے مطابق ڈھلتے جا رہے تھے، جنہوں نے اسلام کا جھنڈا پوری دنیا میں لہرانا تھا، مشرق اور مغرب فتح کرنے تھے، ان کا اپنا حال قابلِ رحم ہو چکا تھا۔

☆☆☆☆☆

اسے انتظار کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا اور اب اسے تشویش ہونے لگی تھی، بالآخر مزید انتظار کرنے کے بجائے وہ پل سے نیچے اترا اور گاڑی کی طرف بڑھا، کچھ سوچتے ہوئے اس نے گاڑی واشنگٹن کی طرف موڑ لی۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ آئی بی سی کی بلڈنگ کے سامنے جا کر رکا، گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ گلاس ڈور کو دھکیل کر اندر داخل ہوا، کاؤنٹر پر اسے ایک لڑکی بیٹھی دکھائی دی، وہ اس کے قریب چلا آیا:

یس سر! میں آپ کی کیا مدد کرسکتی ہوں؟'' اس نے مصروف سے انداز میں کہا:

مجھے مارتھا ڈینئل سے ملنا ہے، کیا وہ اپنے آفس میں موجود ہیں؟''

ویٹ سر!'' یہ کہہ کر اس نے انٹر کام اٹھایا اور کال کرنے لگی، چند لمحوں بعد وہ دوبارہ مخاطب ہوئی:

سوری سر! مس مارتھا کچھ دنوں سے سک لیو پر ہیں، کیا آپ ان کے لئے کوئی پیغام چھوڑنا چاہیں گے؟''

کیا آپ مجھے بتا سکتی ہیں کہ وہ کتنے دنوں سے چھٹیوں پر ہیں؟''

تقریباً ایک ہفتے سے، ان کی طرف سے دوبارہ ری جوائننگ کی تاریخ کا ہمیں فی الوقت علم نہیں ہے۔'' وہ کمپیوٹر اسکرین پر نظر دوڑاتے ہوئے بولی:

مارتھا کبھی بھی کام سے چھٹی نہیں لیتی تھی، پھر آخر وہ اتنے دنوں سے لیو پر کیوں ہے؟ اس بات نے اسے مزید پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا، اب صرف ایک ہی راستہ تھا جس پر وہ عمل کرسکتا تھا۔

مجھے مس مارتھا کے گھر کا ایڈریس چاہئے۔''

جیف کی بات پر اس لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور بولی:

سوری سر! یہ ہماری پالیسی کے خلاف ہے، ہم اپنے ایمپلائز کی ذاتی معلومات شیئر نہیں کرسکتے۔''

اسے اسی قسم کے جواب کی توقع تھی، اگلے ہی لمحے اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور

آئی ڈی کارڈ باہر نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔

جیف اینڈرسن، ڈیفنس انٹیلی جنس سینئر آفیسر! شاید اب آپ ان کے گھر کا ایڈرس دے سکتی ہیں، ورنہ مجھے نکلوانے میں دو منٹ بھی نہیں لگیں گے لیکن پھر۔۔۔۔۔''

وہ ذرا آگے کو جھکا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا:

لیکن پھر آپ کی نوکری کافی خطرے میں پڑ جائے گی!''

اس کے آئی ڈی کارڈ پر نگاہ پڑتے ہی اس لڑکی کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات نمودار ہوئے، کچھ سوچتے ہوئے اس نے کی بورڈ پر دوبارہ انگلیاں چلانا شروع کیں، اگلے چند منٹوں میں مارتھا کے گھر کا ایڈرس ایک کاغذ پر لکھ کر اس نے جیف کی طرف بڑھا دیا۔

شکریہ!'' یہ کہہ کر اس نے کاغذ تھاما اور خارجی دروازے سے باہر نکل گیا، اگر گریس یہاں ہوتی تو اسے انسپکٹر کا خطاب بھی دے چکی ہوتی!

☆☆☆☆☆

رات کے کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس لوٹے، کپڑے تبدیل کرنے کے بعد اس نے جبریل کو فون کرنے کا سوچا، استنبول آنے کے بعد اس کی امی ابو اور جبریل سے سرسری سے بات ہو سکی تھی، یہ سوچ کر اس نے نمبر ڈائل کیا اور بالکنی میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

رات کی سیاہی ہر سو پھیل چکی تھی، نیچے ہاسٹلز کی اسٹریٹ لائٹس روشن تھیں لیکن دسویں منزل تک اس کی روشنی شاذ و نادر ہی پہنچ رہی تھی، ہر طرف گہری خاموشی اور سکون تھا، ہوا کا دباؤ کم تھا لیکن ہوا ٹھنڈی محسوس ہو رہی تھی۔

تیسری بیل پر جبریل نے فون اٹھالیا، اس کی آواز سنتے ہی روحان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئی۔

کیسے ہو میرے دوست؟''

الحمد للہ! میں تو ٹھیک ہوں، تم سناؤ، وہاں جاتے ہی بھول گئے ہمیں؟''

جبریل کے شکوے پر وہ ہنس دیا:

تم کوئی بھولنے کی چیز ہو؟ ہر ہر جگہ تمہیں مس کرتا ہوں، آج پہلا دن تھا اور ہر لیکچر میں تمہیں یاد کیا میں نے، ہم آج لائبریری بھی گئے اور وہاں بیٹھ کر میں یہی سوچتا رہا کہ جب اگلے مہینے تم یہاں آجاؤ گے تو ہم دونوں ایک ساتھ پورا دن یہاں گزارا کریں گے۔''

وہ اب جبریل کو ایک ایک بات بتانے لگا، وہ دلچسپی سے روحان کو سن رہا تھا۔

کیا واقعی؟ لائبریری اتنی بڑی ہے؟ واؤ! میرا دل کر رہا ہے میں ابھی اڑ کر آجاؤں!'' اس نے اشیاق سے کہا:

میرا ابھی دل کر رہا ہے کہ تم جلدی سے آجاؤ، تمہارے بغیر جیسے استنبول میں کچھ ادھورا ہے۔''

جبریل اس کی بات پر مسکرا دیا۔

اور کسی سے دوستی ہوئی تمہاری؟ روم میٹ کیسا ملا ہے؟''

ہاں میری دوستی شامی نام کے ایک لڑکے سے ہوئی ہے، سعودیہ سے ہے وہ، کافی اچھا ہے، کم گو ہے لیکن جب بولتا ہے تو کافی اچھی باتیں کرتا ہے۔''

خبردار جو میرے علاوہ کسی اور سے گہری دوستی کرنے کی کوشش کی تو! تمہاری بیسٹ فرینڈشپ پر صرف میرا ہی حق ہے۔'' جبریل نے دھمکی آمیز لہجے میں مصنوعی جلن کے ساتھ کہا:

تم بے فکر رہو میرے دوست! دس شامی بھی ایک جبریل کی جگہ نہیں لے سکتے۔''

اس بات پر جیسے اسے تسلی ہوگئی۔

تم نے دوستی کا جو ثبوت دیا ہے جبریل! وہ شاید ہی میرے لئے دنیا میں کوئی اور کر سکے،

تمہاری جگہ کوئی بھی، کبھی بھی نہیں لے سکتا۔'' دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے دل ہی دل میں سوچا پھر بولا:

احمد اور شہریار بتا رہے تھے کہ کل تمہیں ڈسچارج کیا جا رہا ہے؟ طبیعت بہتر ہے اب؟'' وہ فکرمندی سے پوچھنے لگا:

ہاں الحمدللہ! اب تو ٹانکے بھی کھل گئے ہیں اور چلنے پھرنے کے قابل بھی ہو گیا ہوں، ویسے بھی اسپتال کے ماحول میں کوئی مریض صحت یاب تو ہو نہیں سکتا۔'' جبریل ہنس کر بولا: اس کی ہنسی میں چھپی تکلیف کو وہ بہت اچھے سے محسوس کر سکتا تھا، آج چھ دن ہو چکے تھے اور وہ مسلسل اپنے زخم کو جھیل رہا تھا جو اس نے صرف روحان کی خاطر بغیر کچھ سوچے کھا لیا تھا، اس کے دل پر کچوکا لگا تھا اور یک بار پھر نعیم درانی کے لئے نفرت کا احساس جاگنے لگا، اسی کے ساتھ استاد عبداللہ کی پڑھائی ہوئی آیت اس کے ذہن میں گھومنے لگی۔

وہ تنہائی میں جب بھی اپنی آنکھیں بند کرتا تھا تو اسے جبریل کا خون میں لت پت جسم دکھائی دیتا تھا، یہ جبریل کا وہ قرض تھا جسے شاید ساری زندگی بھی وہ چکا نہیں سکتا تھا لیکن اسے اس حال میں پہنچانے والوں کو وہ چین سے جینے کے لئے چھوڑنے والا نہیں تھا، اسی بات کو سوچ کر وہ صبر کے تلخ گھونٹ اندر ہی اندر پی لیتا۔

جبریل پرجوش ہو کر اس سے استنبول کے بارے میں مزید سوالات کر رہا تھا، اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے وہ اب اسے یہاں کے کھانوں کے بارے میں بتانے لگا۔

ایک گھنٹے بعد وہ بالکنی کا دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا، رات کے دس بج رہے تھے، شامی اپنے بستر میں موجود گہری نیند میں ڈوبا ہوا تھا، شاید جبریل سے باتیں کرتے ہوئے اسے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہو سکا اور شامی اسے خدا حافظ کئے بغیر سو گیا تھا، موبائل فون سائیڈ ٹیبل پر رکھنے کے بعد وہ بھی اپنے بستر میں گھس گیا۔

☆☆☆☆☆

یہ سوسائٹی آئی بی سی کے ساتھ واقع اولڈ پوسٹ آفس کے پاس تھی، وہ جس قدر تیز ڈرائیو کر سکتا تھا، کر رہا تھا، گریس کی کال مسلسل اس کے موبائل فون پر موصول ہو رہی تھی جسے وہ اس وقت اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں تھا، پرچی پر لکھے ایڈریس پر پہنچنے کے بعد اس نے گاڑی سڑک کنارے پارک کی اور دروازہ کھول کر باہر اترا۔

اس بلڈنگ کا نام جارجیہ اسٹیٹ تھا جس کے تیسرے فلور پر مارتھا کا گھر تھا، بلڈنگ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا، بلب فیوز ہونے کی وجہ سے یہاں کافی اندھیرا تھا، روشن دان سے آتی دھوپ کی مدد سے وہ سیڑھیاں چڑھ کر تیسرے فلور تک پہنچا، سامنے بھورے رنگ کا ایک بڑا سا دروازہ تھا، اس نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی، چند لمحے انتظار کرنے کے بعد بھی کوئی نہیں آیا۔

ایک کونے میں اسے ڈور بیل لگی دکھائی دے گئی، آگے بڑھ کر اس نے یکے بعد دیگرے بیل بجانا شروع کر دی لیکن اب بھی کسی نے دروازہ نہیں کھولا، بالآخر اس نے آرتھر کا سکھایا گیا حربہ استعمال کرنے کا سوچا، آرتھر ہر قسم کا لاک کھولنے میں ماہر تھا اور یہ ٹیکنیک اس نے باقیوں کو بھی سکھائی تھی، اس کے مطابق اگر آپ کے پاس ان چار میں سے کوئی ایک چیز بھی موجود ہے تو آپ بند دروازہ کھول سکتے ہیں: کریڈٹ کارڈ، چھری، اسکرو ڈرائیور، بال پن!‘‘

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر والٹ باہر نکالا، اس وقت اس کے پاس صرف کریڈٹ کارڈ ہی موجود تھا جس کا استعمال کر کے وہ مارتھا کے گھر کا دروازہ کھول سکتا تھا۔

آرتھر کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کارڈ کو دروازے کے لاک اور فریم کے درمیان پھنسا کر آگے اور پیچھے کی طرف ہلانا شروع کیا، کچھ دیر یہ عمل کرنے کے بعد یک دم

کلک کی آواز کے ساتھ لاک کھل گیا، اس نے اپنا کارڈ باہر نکال کر دوبارہ والٹ میں رکھا اور گھر کے اندر داخل ہو گیا، گھر نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، یہ ایک کھلا صحن تھا جس میں قد آور کھڑکیاں موجود تھیں، کھڑکیوں پر جالی کے پردے ڈلے ہوئے تھے جس کے باعث سورج کی روشنی اندر آرہی تھی۔ محتاط انداز میں قدم آگے بڑھاتے ہوئے وہ گھر کا جائزہ لینے لگا، راہداری میں تین دروازے تھے، ایک کچن کا اور دو غالباً بیڈرومز کے، شاید مارتھا کسی کے ساتھ اپارٹمنٹ شیئر کر رہی تھی۔

کچن کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا، کاؤنٹر سلیب پر سامان بے ترتیب بکھرا ہوا تھا، ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے ہی یہاں کسی نے ناشتہ بنایا ہو، کسی خیال کے تحت وہ کچن سے باہر نکلا اور سامنے موجود ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا، دروازہ کھولنے پر اس نے اندر جھانک کر دیکھا، یہ بیڈروم تھا جو سلیقے سے سیٹ کیا ہوا تھا، تمام چیزیں اپنی اپنی جگہ پر رکھی ہوئی تھی، پرفیوم کی خوشبو سے معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے وہ یہی تھی۔

پہلی بار اسے احساس ہوا جیسے اس نے یہاں آکر انتہائی غیر اخلاقی حرکت کر ڈالی ہے، مارتھا شاید تیار ہو کر اس سے ملنے نکل چکی تھی، یقیناً کسی کام میں پھنس گئی ہوگی اور وہ نہ جانے کیا کچھ سوچ بیٹھا تھا! شاید گریس ٹھیک ہی کہتی تھی کہ وہ خود کو جاسوس تصور کرنے لگا ہے، اس سے پہلے کہ مارتھا اسے یہاں دیکھ لیتی وہ واپس جانے کے لئے پلٹا، یک دم کسی خیال کے تحت اس نے اپنی جیب سے موبائل فون نکالا اور ایک آخری بار مارتھا کو کال کرنے کا سوچا، نمبر ملاتے ہی اس نے فون کان سے لگا لیا، چند سیکنڈز بعد بیل جانا شروع ہوئی لیکن اب کی بار اسے رنگ ٹون کی آواز اپنے آس پاس سے آتی سنائی دی، وہ چونک کر سر کو چاروں اطراف ہلا کر دیکھنے لگا، رنگ ٹون کی آواز گھر کے کسی کونے سے آرہی تھی، غور سے سننے کے بعد اسے محسوس ہوا جیسے یہ آواز تیسرے کمرے سے آرہی ہے جس کا دروازہ بند تھا، کچھ

سوچتے ہوئے وہ آگے بڑھا، یہ واحد کمرہ تھا جسے اب تک اس نے کھول کر نہیں دیکھا تھا۔ چند لمحے وہ ہینڈل پر ہاتھ رکھے کھڑا رہا، کیا مجھے یوں کسی کے کمرے میں جانا چاہیئے؟ بالآخر خدا کا نام لے کر اس نے ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھول دیا۔

کمرہ مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، ہاتھ بڑھا کر اس نے سوئچ بورڈ ڈھونڈنا چاہا، بالآخر دروازے کے پیچھے اسے سوئچ بورڈ دکھائی دے گیا، ایک جھٹکے سے اس نے سارے بٹن نیچے کر دیے، کمرہ اب روشن ہو چکا تھا لیکن اسی کے ساتھ اس کے چودہ طبق بھی روشن ہو چکے تھے، سامنے موجود منظر دیکھ کر اس کی حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ لڑکھڑا کر چند قدم پیچھے ہو گیا، دروازے کا سہارا لیتے ہوئے اس نے بمشکل خود کو گرنے سے بچایا، اس کا جسم کسی بھی قسم کی حرکت کرنے کے قابل نہیں رہا تھا اور اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہوا، جیف اینڈرسن اس پوری کہانی کے درمیان پہلی بار خوف زدہ ہوا تھا!

☆☆☆☆☆